۷۸۶
۵۸۳

اللہ و معصومینؑ کی پسندیدہ نماز

نماز کے احکام

(نکاح و نمازِ جنازہ)

وہ نماز جس کو مٹانے اور چھپانے کے لئے قتلِ عام ہوئے
جلاوطنیاں ہوئیں، ہزاروں مسلمان مرد عورتیں اور بچے
نذرِ آتش کیے گئے (تمام تواریخ)

الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسنؔ زیدی (مجتہد)
ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

www.insaaniat.org

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: نماز کے احکام (نکاح و نمازِ جنازہ)

مصنف: الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی (مجتہد)
ڈاکٹر آف ریلجنز اینڈ سائنس

طبع : دوم جنوری ۲۰۱۹ء
(ایامِ فاطمیہؑ)

تعداد: 2000

قیمت: برائے خوشنودیِ امامِ زمانہ علیہ الصلوۃ والسلام

ادارہ: شاہراہِ انسانیت

www.insaaniat.org

مصنف کا مختصر تعارف:۔ الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی صاحب ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس کے نام سے پاکستان اور ہندوستان کے علماء بخوبی واقف ہیں۔آپ کے ہزار ہا مضامین ملکی وغیر ملکی رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔اور لاتعداد کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی ہیں۔آپ 19 سال کی عمر میں جامع ازھر (مصر) سے اعلیٰ ترین سند شھادت العالمیہ حاصل کر چکے تھے۔بعد ازاں بیروت یونیورسٹی میں تعلیمی مدارج طے کر کے پرنسٹن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ آف ریلیجنز اینڈ سائنس کی ڈگری حاصل کی۔آپ کی یہ اسناد، پیشہ ورانہ اسناد مثلاً ایروناٹیکل انجنئرنگ، ایم ایس سی فزکس، ایم ایس سی نیوکلئیر سائنس اور قُم سے اجتہاد کی سند کے علاوہ تھیں۔

اپنے والد بزرگوار السیّد بشیر حسین صاحب کی نصیحت کے مطابق آپ نے ان تمام زبانوں پر عبور حاصل کیا جن میں الہامی کتابیں نازل ہوئی تھیں۔اس کے علاوہ آپ طب، حدیث منطق، فلسفہ، تصوف، علم الطبیعات، علم الکیمیاء، علم الابدان، علم ریاضی، علم الکلام، لغت، عربی ادب، علم قانون، مختصر یہ کہ علم کی تقریباً ہر شاخ خواہ وہ روحانی ہو یا مادی، سے آپ پوری طرح واقف تھے۔جس کا اندازہ اُن کی لاکھوں صفحات پر پھیلی ہوئی تصنیفات وتالیفات کو پڑھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔جن میں سے چند کے نام کتاب کے آخر میں درج ہیں۔

التماس:۔ ہر چند یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب معیاری بنے اور مشینی غلطیوں سے پاک رہے۔اگر معزز قارئین کو اس کتاب میں کوئی کمپوزنگ کی غلطی نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیں۔ہم انتہائی شکریہ کے ساتھ قبول کریں گے اور آئندہ آنے والے ایڈیشن میں درستگی کے ساتھ شائع کرینگے۔کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کیلئے قارئین کی تجاویز بھی شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیں گی۔

اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات کے حوالہ جات جگہ جگہ دیے گئے ہیں۔ان میں اوپر کا ہندسہ سورۃ کا نمبر اور نیچے آیت کا نمبر ہے۔مثلاً ''10/15'' اس میں 10 سورۃ یونس اور 15 آیت کا نمبر ہے۔بعض قرآن مجید کے نسخوں میں مترجمین نے آیات کے نمبر آگے پیچھے کر دیے ہیں جہاں حوالے والی آیت نہ مل رہی ہو وہاں ایک دو آیت آگے پیچھے دیکھ لیں۔

کیا یہ نمازیں اللہ اور رسولؐ کو پسند ہیں؟

اگر پسند ہیں؟ تو پسند ہونے کا آج مادّی، عملی اور قابل فہم ثبوت کیا ہے؟ یہ سوال ہر نمازی سے، ہر نماز کی تاکید کرنے والے سے اور ہر مولوی، علامہ اور مفتی سے پوچھنا چاہیے۔ پھر یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ جناب ہم مسلمان آج ساری دُنیا کی اقوام سے پیچھے ہیں۔ دوسروں کے علم و تحقیق و ایجادات وانکشافات کے محتاج ہیں۔ ہم جہاں جہاں بھی ہیں سب اجتماعی اور انفرادی طور پر کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور خدا کے منکروں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرر ہے ہیں۔ یہ صورتِ حال تو اس کا مادّی، عملی اور قابلِ فہم ثبوت ہے کہ اللہ کو نہ ہم پسند ہیں نہ ہماری نمازیں نہ عبادتیں اور نہ ہی مذہب پسند ہے۔ اللہ نے نماز سے مدد مانگنے کو کہا ہے (بقرہ۔2/153) مگر ہم غیر مسلموں اور دشمنانِ اسلام کے سامنے مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہیں۔ اللہ نے نماز کو معراج المومنین فرمایا تھا مگر ہم تنزّل کے عمیق غار میں اُترتے جارہے ہیں اور کبھی زمین سے بلند ہوتے ہیں تو کافروں کی ایجادات کے سہارے بلند ہوتے ہیں۔ جنھیں علماء کافر وملعون ومردود فرماتے ہیں وہ تسخیر کائنات میں مصروف ہیں۔ چاند، سورج، مریخ ومشتری اُن کے قبضۂ اقتدار میں ہیں اور ہمارے راہنما کُفر سازی کیلئے نئی نئی اسکیمیں بنارہے ہیں۔ ہمارے علماء ایک دوسرے پر اور دوسروں کے مذہب پر کفر کے فتوے جڑ رہے ہیں۔ ایک اُمت کو نئی ٹکڑیوں اور فرقوں میں مُنتشر کرتے جارہے ہیں۔ کفرسازی کی سہولت کے لئے اسلامی قانون بناتے اور اسلام کو توڑ توڑ کر کفر پھیلاتے چلے آرہے ہیں۔ اس منصوبہ پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے لئے آپس میں اتحاد واجتماع کیلئے کوشاں ہیں تا کہ اپنے مسلک کے علاوہ باقی تمام

مسلمانوں کو باری باری کافر بنایا جا سکے ۔ یہ عملدر آمد، یہ تباہ کن روّیہ، اللہ و رسولؐ والے اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ۔لیبل اور ٹھپّہ لگا دینے سے کفر کو اسلام نہیں بنایا جا سکتا ۔ جو کوشش تیرہ سو سال میں کامیاب نہ کر سکی وہ کوشش جاری رہی تو یہ جدّ و جہد کرنے والے خود تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔اللہ و رسولؐ اور قرآن و حدیث کسی ’’ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ** ‘‘ کہنے والے کو کافر نہیں کہتے مگر ہمارے علماء خود اپنے بزرگوں کے تسلیم کردہ نمازی و تہجّد گزار مسلمانوں کو کافر بنانے میں ذرہ برابر اللہ و رسوؐل سے نہیں ڈرتے ،اس لئے کہ ان علماء نے بار بار قرآن کو تبدیل کیا ہے۔نعرہ یہ ہے کہ ہمارا اللہ ایک، رسوؐل ایک ،قبلہ ایک ،قرآن ایک لیکن یہ نعرہ (SLOGAN) صرف منبر سے عوام کو اُبھارنے کے لئے ہے تا کہ چندہ ملے یا دوسروں کو کافر بنانے کے لئے ہے۔ ورنہ اُنکا قرآن ایک نہیں کم ازکم دس تو آج موجود ہیں۔یعنی جتنے ترجمے ہیں اتنے قرآن ہیں۔ یہ لوگ قرآن پر ہرگز عمل نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے اپنے ترجمہ پر عمل کرتے ہیں ۔ اور ترجمہ سب کا ایک دوسرے کے خلاف اور الگ الگ ہے۔یعنی جس چیز پر یہ قرآن کہہ کر عمل کرتے ہیں وہ قرآن نہیں ہوتا بلکہ اُن کا اپنا خود ساختہ ترجمہ ہوتا ہے ۔اللہ و رسوؐل نے اگر فول پروف انتظام نہ کر دیا ہوتا تو ان لوگوں نے قرآن کے الفاظ و آیات بھی بدل دیئے ہوتے ۔ان علماء کے بزرگوں نے عہدِ رسوؐل ہی میں اس کو بدل ڈالنے کی تجویز پیش کی تھی (یونس ۔10/15) جو یہ کہہ کر ٹھکرا دی گئی کہ وحی پر مِن وّعن عمل کیا جائے گا۔اس میں ذاتی مصلحت اور غور و فکر سے معنوی تبدیلی عذابِ عظیم میں مبتلا کرے گی (یونس۔10/15) لیکن ان علماء کے نقاب پوش بزرگوں نے اپنے ذاتی اجتہاد اور قومی و مُلکی مصالح کے ماتحت قرآن کی

تفہیم شروع کی اور یہی عمل جو آج تک ہو رہا ہے شروع کر دیا۔ چونکہ یہ طریقہ اللہ و رسوؐل کو دانشورانِ قوم کے ماتحت لے آتا تھا اس لئے پوری قوم نے اس طرزِ عمل کو پسند کیا۔ کیونکہ اس میں اللہ ورسوؐل کی جگہ افراد کی پسند و ناپسند کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔ ہر عالم کو رائے دینے اور اللہ و رسوؐل کی منشا کو اپنے مفاد کی طرف موڑ لینے کے مواقع تھے۔

یہ وجہ ہوئی کہ رسوؐل کریم، اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے رہ گئے:۔

وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَھۡجُوۡرًا O (فرقان 25/30)

۔ ''اور رسوؐل اللہ نے عرض کیا اَے میرے پالنے والے یقیناً میری قوم نے اس قرآن سے اپنے اجتہاد کی طرف ہجرت کر لی ہے۔''

یاد رکھیں یہ رسوؐل اللہ نے اپنی پوری قوم کی صورتِ حال پیش کی ہے۔ اگر یہ کافروں کی شکایت ہوتی تو یہاں لفظ ''مَھۡجُوۡرًا'' کی جگہ لفظ ''مَتۡرُوۡکاً'' ہوتا۔ یہ اس قوم کی شکایت نہیں جس نے قرآن کو ترک کیا تھا۔ یعنی اختیار کر کے پھر چھوڑ دیا تھا، یہ منافقوں کی بات ہوتی۔ زیرِ شکایت قوم نے ترک نہیں کیا بلکہ ہجرت کی ہے۔ ایسی قرآنی تفہیم کی طرف جس کو سورۂ یونس (10/15) میں تجویز کیا تھا۔

رفیع الدین صاحب نے مہجوراً کے معنی کیئے ہیں:۔ ''اور کہا رسوؐل اللہ نے اَے ربّ میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔''

یعنی اس طرح اختیار کیا ہے جسے رسوؐل اللہ چھوڑا ہوا فرماتے ہیں۔ وہ الفاظ کے اُن معنی سے وابستہ ہیں جو وہ خود گھڑیں گے۔ اسلئے رسوؐل اللہ نے اپنی مخاطب قوم سے فرمایا تھا کہ:۔ ''عنقریب تم پر وہ زمانہ آنے والا ہے جب قرآن میں سے کچھ باقی نہ رہے گا سوائے اسکے الفاظ کے اور اسلام میں سے بھی کچھ نہ بچے گا سوائے

اُسکے نام کے۔" (جامع الاخبار (عربی) حدیث نمبر 7/998 ۔بحار الانوار (عربی) جلد 52۔بحارالانوار (اُردو) جلد12)

لہٰذا مومنین سُن لیں کہ وہ زمانہ اُسی قوم کے مخاطبین کے زمانے میں آ گیا تھا اور قرآن و اسلام کو اُسی زمانے میں بالکل تبدیل کر دیا گیا تھا۔البتہ اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ آج تک باقی ہیں۔اور باقی جو کچھ ہے وہ نہ اسلام ہے نہ قرآن ہے۔اور اس تیرہ چودہ سو سال میں جس گروہ نے حقیقی قرآن و حقیقی اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش جاری رکھی اسے ہر حکومت نے تہہ تیغ کیا۔اُن کا اس قدر خون بہایا کہ ایک سمندر میں سماتا۔اُن کی لاشوں کو جمع کیا جاتا تو ایک پہاڑ کھڑا ہو جاتا۔ خاندان کے خاندان محلے کے محلے مع عورتوں، بچوں کے قتل کیئے جاتے رہے، لاکھوں آدمی جلا کر خاک کر دیئے گئے۔ ہزاروں لاشیں اور سر درختوں پر، قلعوں کے کنگوروں پر آویزاں رہے۔حکومتوں نے حقیقی اسلام و قرآن کو مٹانے کی ہر کوشش کر دیکھی مگر بفضل خدا و رسوؐل وہ ناکام ہوتی رہیں۔اُن کے دانشور عبا و قبا و عمامہ پہن کر ہم میں آ کر مل گئے۔ ہمارے غرض مند علماء و دانشور خوف و لالچ سے حکومتوں کے ساتھ مل گئے۔ہماری ہزاروں حدیث و تاریخ و تفسیر کی کتابیں آئمہ علیہم السلام کی مصدقہ کتابیں ضائع کر دی گئیں ۔علامہ سید مرتضٰی علم الہدٰی کی لائبریری سے اَسّی ہزار (80,000) کتابیں شیعوں کے ہاتھوں شیعہ علماء کی موجودگی میں مخالف رؤسا و اُمرا میں بطور سوغات ہدیہ کر دی گئیں۔تا کہ کل ہم سے پوچھا جائے کہ فلاں عمل، فلاں رسم، فلاں عبادت کا کونسی کتاب میں حکم ہے؟ لیکن حقیقی علمائے شیعہ نے اُنکی اس ترکیب کو بھی باطل و بے اثر کر دیا۔یاد رکھیں ہمارا ہر جملہ، ہمارا ہر عقیدہ، ہمارا ہر دعوٰی

اور ہمارے مذہب کا ہر مسئلہ فریقین کے مُسلّمہ ریکارڈ اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ بہرحال رفتہ رفتہ اسلام کو کفر کی تائید میں تبدیل کر دیا گیا۔ نہ وہ حقیقی شریعت باقی رہی نہ شرعی اعمال و عبادات کی وہ صورت برقرار رہی۔ تفصیلات ہماری کتاب ''اسلامی کلمہ و نماز'' میں دیکھیں۔ یہاں تو یہ دکھانا ہے کہ وہ نماز جس کی مدح وثنا اللہ تعالیٰ و رسوؐل پاک نے کی تھی وہ کون سی نماز ہے؟ اور جو نماز فریقین میں پڑھی جارہی ہے اس میں کیا کیا نقص ہیں؟ وہ کیوں بے اثر و بے نتیجہ ہوکر رہ گئی ہے۔؟

قرآن کریم نے جو تصورِ اسلام دیا ہے اس میں رسوؐل اللہ اس کائنات اور اسکے اندر وقوع میں آنیوالے تمام واقعات و حالات کے عالم تھے (نِساء 4/113)۔ اُنہوں نے اپنی تعلیم سے ایسے افراد تیار کر دیئے تھے جن کو رسوؐل والا تمام علم مِل چکا تھا (بقرہ۔ 2/151) اور یہ کہ قیامت تک رسوؐل اللہ کی یہ ہمہ گیر تعلیم خود رسوؐل اللہ ذاتی طور پر جاری رکھیں گے (سورہ جمعہ۔ 62/2-4) اور یہ کہ اُس ہمہ گیر تعلیم کا ذخیرہ قرآن ہے (یوسف۔ 12/111، نحل۔ 16/89 اور سینکڑوں آیات)۔ اس ہمہ گیر تعلیم سے مرصع حضراؑت کو اُمت کے ہر سوال اور ہر زمانہ کے مسائل و احتیاج کا جواب دینے اور تدارک کرنے کا ذمہ دار قرار دیا (نحل۔ 16/43-44)۔ اُنہیں رسوؐل اللہ نے تمام اُمت کا حاکم بتایا، اُنکے خون و گوشت کو اپنا خون و گوشت بتایا، اپنی اور اُنکی ایک ہی نور سے تخلیق بیان کی۔ اُنکی اور اُنکے انصار کی پوری اُمت پر محبت واجب کی (شوریٰ۔ 42/23) اور حضرت علیؑ اور اُنکے انصاؓر کی محبت اور اُن سے بغض کو ایمان اور نفاق یعنی مومن ہونے اور منافق ہونے کی شناخت بتایا (صحیح مسلم، جلد اوّل حدیث نمبر 235)۔ ان کی اتباع کرنے والوں سے گمراہی کی نفی کر دی۔ حضرت عمر

نے بار بار اعلان کیا کہ اگر میری ہدایت کے لئے علیؑ نہ ہوتے تو میری عاقبت تباہ ہو جاتی اور اَے خدا مجھے اُس ایک لمحہ کیلئے بھی زندہ نہ رکھنا جب علیؑ میری ہدایت کیلئے موجود نہ ہوں۔ انھوں نے حسن علیہ السلام کا غلام اور خدمتگار کہلانے پر فخر کیا۔ اُنھوں نے بتایا کہ لوگوں کی تخلیق اور قوت اور سر میں بال حسن و حسین علیہما السلام کی وجہ سے ہیں۔ یہ تھے وہ حضراتؑ اور اُن کی اولاد کے آئمہ علیہم السلام جو مندرجہ بالا اسلام کی ہمہ گیر تعلیم مسلسل قیامت تک جاری رکھنے کے ذمہ دار تھے اور جن کا قول و فعل اللہ و رسوؐل کا قول و فعل تھا۔ لیکن قومی وملکی مصالح اور مفاد کے تحفظ میں رسوؐل اللہ کی فرقانی قوم (سورۂ فرقان۔25/30) نے مجتہدانہ نظام جاری کر دیا اور رفتہ رفتہ یہ نظام شیعوں میں بھی در آیا اور وہ تمام بنیادیں روز ازل سے مسمار کر کے رکھ دیں۔ جن پر اسلام سے آفاقی اور کائناتی علوم واستفادہ حاصل ہوسکتا تھا۔ قرآن نے کہا تھا کہ اللہ کے فرمان میں اور رسوؐل کے حکم میں فرق نہ کرنا۔ اللہ اور رسوؐل کو ایک سمجھنا جو ایسا نہ کرے گا وہ حقیقی کافر ہوگا (نساء۔151-4/150) چنانچہ مسلمانوں میں ایک گروہ زمانۂ رسوؐل میں اللہ کو الگ اور رسوؐل کو الگ کرنے والا موجود تھا۔ اُس نے اللہ اور رسوؐل کے درمیان ایک مجتہدانہ راہ نکال لی تھی۔ وہ رسوؐل کی بات بلاتنقید نہ مانتا تھا۔ اُن سے وحی کی حد تک تعلق رکھتا تھا اور رسوؐل کی حدیث میں غلطی کا امکان سمجھتا تھا اس لئے جو بات اُن کی پالیسی سے مطابق ہوتی تھی مانتا تھا ورنہ انکار کر دیتا تھا اور بشریت کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ اسی طرح وہ وحی کے الفاظ پر بھی من وعن نہ چلتا تھا۔ جو مطلب اُن کے منصوبے کی تائید کرے وہ مطلب خود چسپاں کر لیتا تھا۔ یہ تھا وہ درمیانی راستہ جو اس گروہ نے اختیار کیا (نساء۔4/150) دوسرا گروہ وہ تھا جو اللہ ورسوؐل اور قرآن و

حدیث کو ایک ہی چیز سمجھتا تھا کوئی فرق نہ کرتا تھا۔ رسوؐل کی ہر بات کو اللہ کی بات سمجھتا تھا (نساء۔4/152)، (نجم۔ 53/3-4) یہ دونوں گروہ آج تک بدستور چلے آرہے ہیں۔ رسوؐل کی بشریت کو آڑ بنا کر انھیں اللہ سے الگ کیا گیا پھر رسوؐل کی ذات کئی حیثیتوں میں تقسیم کی گئی۔ رسوؐل کے ہمہ گیر علم کا اور قرآن کی ہمہ گیری کا انکار کیا گیا۔ وہ گروہ نہیں مانتا کہ قرآن میں کائنات کے ذرّہ ذرّہ کی تفصیل وعلم و بیان موجود ہے۔ حالانکہ آیات کا ترجمہ صحیح کیا ہے (دیکھو ترجمہ آیات 16/89،12/111 وغیرہ)۔ رسوؐل و قرآن کی ہمہ گیری کے ساتھ اس قرآنی انتظام کا خود انکار ہو گیا جو رسوؐل نے بذاتِ خود بنفس نفیس قیامت تک کرنا تھا جس میں بارہ محمدؐ قیامت تک گزرنا تھے۔ افسوس یہ ہے کہ شیعہ لیبل کے بعض علماء بھی ان کے ہم عقیدہ رہتے چلے آئے۔ وہ بھی قرآن کی ہمہ گیری اور معصومینؑ کے ہمہ گیر علم کے منکر گزرے ہیں۔ اور انھوں نے دولت وثروت وعزّ وجاہ حاصل کرنے کے لئے مخالف حکومتوں کی تائید میں شیعوں کے عقائد و اعمال و عبادات کو تصورات و احادیثِ معصومینؑ کے خلاف ڈھالنے کی کوششیں کی تھیں۔ اور خاص کر شیعوں کی نماز کو بے جان کر دیا تھا۔ **چنانچہ جو نماز اس وقت شیعوں میں رائج ہے اس کو شیعہ نماز کہنے کی کوئی ایسی داخلی دلیل نہیں ہے۔ یعنی اس نماز میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو اس نماز کو شیعہ نماز ثابت کر دے۔** اس نماز میں نیّت سے لیکر سلام تک ایک ایک عمل یا قول کو لیجئے اور دیکھئے کہ وہ سب اعمال و اقوال اہلِ خلاف کے یہاں موجود ہیں۔ امام مالک کے پیرو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ دعائے قنوت شیعہ علماء کے یہاں نماز کا جُز نہیں ہے۔ اسی طرح اہلسنت میں بھی دعائے قنوت کا حال ہے۔ وہ بھی پڑھ لیتے ہیں مگر نماز کا جُز نہیں مانتے۔ اللہ اکبر کیلئے ہر

دفعہ ہاتھ اُٹھانے والا فرقہ بھی مسلمانوں میں موجود ہے۔ الغرض یہ نماز اپنی موجودہ صورت میں سب کچھ ہے شیعہ نماز نہیں ہے اوراس کو پڑھنے والوں کا حال ذرہ برابر دوسرے مسلمان فرقوں سے مختلف نہیں ہے۔ تنزل کے ذلیل ترین مقام پر دونوں برابر کھڑے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو اب تک اقوامِ عالم میں ایک قوم سمجھا جاتا ہے۔ اُن کی آواز سُنی جاتی ہے۔ سیاست میں اُنھیں اچھا یا بُرا ایک مقام بہر حال دیا جاتا ہے۔ لیکن شیعوں کا اقوام میں قومی حیثیت سے کوئی شمار نہیں ہے۔ نہ اُنکی کوئی مرکزیت ہے نہ مرکز ہے، پاکستان میں کم ازکم ہزار بارہ سو انجمنیں ہیں مگر سب کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہے۔ پھر ہر ایک انجمن خود بھی آپس میں ہم آہنگ نہیں ہے ایک دوسرے کو قتل کرنے سے نہیں چُوکتے۔ اُن کے لیڈر حکومت کے تنخواہ دار ہیں اور جلسہ عام میں اپنی تنخواہ کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ پھوٹ یہ اختلافات یہ انتشار اُن میں اُن کے ایک مذہبی اصول کی بنا پر ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اصول اُنھیں حکومتوں نے دیا تھا تاکہ بندر بانٹ(Divide & Rule) کی پالیسی سے اُن میں مرکزیت پیدا نہ ہونے دی جائے۔ اُن میں ہمیشہ دس بارہ علماء الگ الگ مرکزیت کے دعویدار رہے ہیں اور ملّت شیعہ ہمیشہ اُن خود ساختہ مراکز کے چاروں طرف تقسیم رہی ہے۔ لہٰذا شیعوں کا حال تنزّل میں مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے بدتر ہے اور آج شیڈول کاسٹ (نیچ اقوام) سے بھی بدتر ہے۔ اسلئے کہ اُن کو نمائندگی حاصل ہے ملک میں اُن کی آواز مؤثر ہے اور اِن غریبوں کو ان کے قائدین ولیڈرانِ قوم خریداری کے بعد کوئی ٹکے سیر بھی نہیں پوچھتا اور اب تو اسکیم ہی کچھ اور ہے۔ بہر حال ہم یہ کہہ رہے تھے کہ شیعوں کو بھی اُن کی نمازیں تباہی کی طرف لے جارہی

ہیں۔ اسلئے کہ وہ غیروں کی بتائی ہوئی نماز پڑھتے ہیں اپنی نماز عوام کو معلوم ہی نہیں ہے۔ ہم پر تقاضہ کیا گیا ہے کہ ہم شیعہ نماز پبلک کے سامنے رکھ دیں تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے۔ ہم پر یہ پابندی بھی عائد ہے کہ سولہ قلمی صفحات سے زیادہ ضخیم نہ ہو۔ تاکہ ناشر کی مالی حیثیت سے باہر نہ نکل جائے۔ لہٰذا مختصر ترین صورت میں پیش کرنا واجب ہوگیا ہے۔

(1) شیعہ مذہب میں امامتؑ و ولایتؑ و خلاؑفت کی پوزیشن

ہمارا مذہب اللہ، رسوؐل اور اماؑم کو ہر حال میں ساتھ رکھتا ہے۔ اصول دین میں توحید و نبوتؑ و امامتؑ کو کسی مسئلہ میں فراموش نہیں کیا جاتا اور ان تینوں میں سب سے اہم اور طویل ترین پارٹ اماؑمت کا ہے۔ اللہ نے قرآن بھیج دیا، رسوؐل نے قرآنی علوم بیان کردیئے، تعلیم قرآن کا مستند انتظام کردیا، اب امامتؑ ہے جس نے قیامت تک کی ذمہ داری لی ہے۔ لہٰذا شہادت رسوؐل کے بعد ہم نے معصومؑ قیادت کے علاوہ ہر قیادت وحکومت کا انکار کردیا۔ گو ہمیں یہ انکار بہت مہنگا پڑا لیکن ہم نے رسوؐل کی جانشین امامتؑ سے ہر قیمت پر وابستگی برقرار رکھی۔ لہٰذا ہمارا پہلا مذہبی اختلاف ہی امامتؑ وخلافت پر ہے۔ اور ہماری تمام عبادات و رسومات میں اِسی کو پہلا نمبر دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر نہ ایمان مقبول ہے نہ عبادت شمار ہے۔ اس لئے کہ زندہ اسلام کی جڑ بھی امامتؑ ہے اور اس کی چوٹی بھی امامتؑ ہے اور امامؑ ہی سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ امامؑ ہی سے روزے حج اور جہاد کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر نماز سے اماؑم کو نکال دیا جائے تو نکالنے والا ملت شیعہ سے خارج ہوجائے گا۔ اور ایسی نماز پڑھنے والا جس میں امامؑ کا ذکر تک نہ ہو۔ ناقص و ناکارہ نماز پڑھنے کی بنا پر ناکام

رہے گا اور ایسی نماز کو شیعوں کی نماز نہ کہا جائے گا۔

اِنَّ ا لْاِمَا مَةَ اسّ الاسلام النامی و فر عة السامی ۔بالامام تمام الصلاة والزکاة والصیام والحج والجهاد..... (کافی۔کتاب الحجة جلداوّل باب نادر صفحہ 386 ترجمہ شیخ محمد باقر الکمرئی)

(2) امامؑ کے بغیر نماز روزہ زکوٰۃ اور پورا اسلام باطل ہوجاتا ہے

اَثاَ فِی الاسْلاَمِ ثَلا ثَةٌ (1)اَلصَّلاَةِ (2)وَالزَّکاة (3)والولایة۔لَا تَصَحُّ وَاحِدَةٌ اِلَّا بِصَاحِبَتِهَا ۔(کافی کتاب الایمان والکفر باب دعائم الاسلام،حدیث نمبر 4 صفحہ 33 جلد 3۔الکمرئی)

۔''دین اسلام تین پایوں پر قائم ہے:۔اوّل نماز (2) زکوٰۃ اور (3) ولایت۔اِن میں سے کوئی بھی باقی ساتھیوں کے بغیر صحیح نہیں ہے یعنی اگر نماز کے ساتھ ولایت کو نہ رکھا جائے تو یقیناً وہ نماز باطل ہے۔معصوم علیہ السلام کی اس حدیث کی تشریح میں علامہ محمدؒ باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ:۔'' مقصود از این که برا ینها ساز مان شده اند اینست که اینها اجزاء وارکان آنند ۔ بنابراین ممکن است مقصود از ولایت معنی اعم شامل شهادتین باشد۔''

''مقصد یہ ہے کہ اُن بنیادوں پر اسلامی اَساس اسلئے قائم ہے کہ یہ اسلام کے اجزاء اور ارکان ہیں،لہٰذا اسی وجہ سے یہ بھی ممکن ہے کہ ولایت کے معنی یہاں عام لئے جائیں اور ولایت کو نماز میں توحید ورسالت کی دونوں شہادتوں کیساتھ شامل کیا جائے۔'' (کافی کتاب الایمان والکفر باب دعائم الاسلام،حدیث نمبر 4 صفحہ 33 جلد 3۔الکمرئی)

(3) ولایتؑ، نماز اور روزہ اور زکوٰۃ وحج سے افضل اور اُن کی کنجی ہے

امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اوّل نماز

(2) زکوٰۃ (3) روزہ (4) حج (5) ولایتؑ۔ ولایتؑ ان چاروں سے افضل اوران کی کنجی ہے۔ یعنی اگر نماز میں سے ولاؑیت کو نکال دیا جائے تو نماز کے فوائد ونتائج مقفل اور نا قابل حصول ہو جائیں گے۔'' (کافی کتاب الایمان والکفر، باب دعائم الاسلام، جلد 3، حدیث نمبر 5، صفحہ 36۔ الکمرئی)

(4) مندرجہ بالا چاروں چیزیں بعض حالات میں نظر انداز کی جاسکتی ہیں۔ مگر ولایت ہر حال میں برقرار رہتی ہے۔ (کافی کتاب الایمان والکفر باب دعائم الاسلام، جلد 3، حدیث نمبر 12، صفحہ 41۔ الکمرئی)

مثلاً کفار و بے دین اسلامی عبادات بجالانے میں قتل وغارت کرتے ہیں تو ولایت برقرار رہے گی۔ یعنی ہم پہلے کفار سے جنگ کریں گے۔ غالب آنے کے بعد عبادات شروع کریں گے ولایت جنگ کے دوران برقرار رہی ہے۔

(5) جب بھی اعلان توحید ورسالت کیا جائے لازم ہے کہ علیؑ کی حکومت کا بھی اعلان کیا جائے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔ ''تم میں سے جب بھی کوئی لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہے اُسے چاہیے کہ لازماً ساتھ ہی علیؑ امیر المؤمنین بھی کہا کرے۔'' فاذا قال احد کم لا اِلٰہَ الا اللّٰہ و محمد رسول اللّٰہ فَلْیَقُلْ علیٌ امیر المؤمنین۔'' (احتجاج طبرسی صفحہ 210)

یہاں تک یہ معلوم ہو گیا کہ ولایت وامامت وخلافتِ علی مرتضیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور اس ایمان کا اپنی عبادات میں اعلان کرنا ہم پر واجب ہے اور چونکہ یہ

ایمان واعلان تمام عبادات کی کنجی ہے۔اسلئے نماز اور دیگر عبادات کے نتائج وفوائد حاصل کرنے اور نماز وعبادات کومقبول بنانے کیلئے یہ ایمان واعلان واجب کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو اس واجب پر عمل نہیں کرتا اُسے نہ صرف نماز وعبادات کے فیوض وفوائد سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ ایسے اشخاص ولایتِ محمدؐ وآل محمدؑ سے خارج ہو جاتے ہیں۔

آج ہماری زبوں حالی کا واضح سبب ہمارے سامنے ہے اور چونکہ ولایتِ محمدؐ وآل محمدؑ ہی شجر اسلام کی جڑ ہے اور یہی اسلام کی چوٹی یا پھُننگی ہے۔اسلئے جب یہ منوا لیا جاتا ہے کہ نبوّت برحق ہے اور لوگ نبیؐ کو ماننے لگتے ہیں تب اسلام کے باقی احکام باری باری منوائے جاتے ہیں۔یہی سبب ہے کہ اعلانِ نبوّت کے ساتھ ہی ساتھ اعلان ولایتؑ وخلافت ووزارت کیا جاتا ہے اور پہلا حکم یہی دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ علیؑ ہے۔اسکی بات سنو اور اطاعت کرو۔پھر تکمیل کار کے دوران بار بار ولایتؑ وخلافتؑ و اماؑمت کا اعلان ہوتا رہتا ہے اور تکمیل یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ دیکھو یہ علیؑ ہے جو مجھے اور اللہ کو اپنا مولا مانتا ہے اس پر لازم ہے کہ اسے بھی مولا مانے اور اطاعت کرے۔یوں بات اور عمل واطاعت اسلام میں ولایت سے شروع ہوتی ہے اور کارِ نبوّت ولایتؑ کو سپرد کر کے ختم ہوتا ہے۔یہ ہے ولاؑیت کو دین کی جڑ اور پھُننگی کہنے کے معنی اور یہی وجہ ہے کہ ہر عبادت اعلان ولایتؑ کے بغیر مردُود و بے نتیجہ ہو جاتی ہے۔

حقیقی نماز پورا دین ہے۔فروع یا جزوِ دین نہیں ہے

اِقَامُ الصَّلٰوۃِ اِنَّھَا الْمِلَّۃُ (نہج البلاغہ۔ترجمہ مفتی جعفر۔خطبہ نمبر 108 صفحہ 313)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:۔"نماز کا قیام پورے دین یا مِلّۃ کو قائم کرتا ہے۔"

اور آپؑ نے مومنین کو یہ حکم دیا کہ:۔

"وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ بِصَلاتِكَ"

(نہج البلاغہ۔جلد سوم عہد نامہ نمبر 27 صفحہ 50۔ترجمہ مفتی جعفر حسین)

تمہارے تمام اعمال نماز کے ماتحت رہ کر نماز کی اتباع کریں۔ یہ فرمان اُس حدیث کے سامنے رکھ دیں جس میں ولایتؑ کو نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج و جہاد سے افضل کہا گیا تھا۔معلوم ہوا کہ جب ولایتؑ نماز و عبادات سے افضل اور اُنکی کنجی ہے تو انسان کے تمام اعمال و عبادات اور پُورا دین حقیقتاً ولایتؑ کے ماتحت رہیں گے اور ولاؑیت کی اتباع کریں گے اور اگر اعلان و ایمانِ ولاؑیت کو نماز سے الگ کر لیا جائے گا تو سارا دین وملّت بے نتیجہ ہو کر رہ جائے گا۔یہی بات اللہ نے قرآن میں کافروں کے منہ سے قبول کرائی ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی بتائی ہوئی نماز پر لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

۔"اَے شعیبؑ کیا تیری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال وغیرہ کو اپنی مرضی سے خرچ نہ کریں یقیناً آپ بڑی ٹھنڈی مار دینا چاہتے ہیں۔"(سورۂ ھود۔11/87)۔

یہاں تک یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے تمام پروگرام تمام اعمال وعبادات نماز کے ماتحت رہیں گے اور نماز کی کنجی یعنی ولاؑیت کو الگ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ نماز کو ولایتؑ کے ماتحت رکھا جائے گا۔ورنہ تمام اعمال و عبادات بے کار و بے نتیجہ بلکہ نقصان دہ ہو کر آپ کو تباہ کریں گے۔

ولایتؑ ہی مکمل دین ہے۔تمام انبیاؑ ولایتِ علوؑیہ کو قائم کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے

حدیث کی معتبر ترین کتاب اصول کافی، کتاب الحجۃ کے باب فیه نكت :

و نتف من التنزیل فی الولایۃ میں بانوے احادیث ولآیت کی پوزیشن بیان کرتی ہیں۔ ہر حدیث میں امام معصومؑ کسی آیت کی تفسیر کرکے مقامِ ولایت پر بیان دیتے ہیں۔ ہم اُن بانوے احادیث میں سے چنداحادیث کا خلاصہ حدیث کا نمبراور مذکورہ سورہ اورآیت کا نمبر لکھتے ہیں سنئے:۔

(1) صحفِ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی کتابوں کی تعلیم کالُبِّ لُباب ولآیت کی تنفیذ تھا۔ (حدیث نمبر 30۔آیت 87/18-19)

(2) رسولؐ اللہ جو کچھ لائے اس کا خلاصہ ولایتؑ ہے۔ (حدیث 6۔آیت 5/66)

(3) وہ دینِ حنیف جس پر رسولؐ اللہ کو اپنی تمام تر توجہات مرکوز رکھنے کا حکم ملا تھا وہ ولآیت تھی۔(حدیث 35۔آیت 30/30)

(4) رسوؐل اللہ جس حق کو نافذ کرنے کیلئے مبعوث ہوئے وہ ولآیت تھی۔ (حدیث 59۔آیت 4/168-170)

(5) جس رنگ کو اللہ کارنگ فرمایا وہ ولآیت ہے۔(حدیث 53۔آیت 2/138)

(6) هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ ۔ قَالَ هُوَالَّذِیْ أَمَرَ رَسُوْلَهٗ بِالْوَلَایَةِ لِوَصِیِّهٖ وَالْوَلَایَةِ هِیَ دِیْنُ الْحَقِّ (حدیث 91۔آیت 48/28)

۔”اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسوؐل کو دینِ حق کے ساتھ بھیجا۔امامؑ نے فرمایا کہ ولآیت ہی دینِ حق ہے اور اللہ نے رسوؐل کو اپنے وصی کی ولآیت قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔“

مومنین سوچیں کہ جن لوگوں نے ہمیں نماز میں اس ولآیت کے اقرار واعلان سے منع کیا تھا کیا وہ شیعوں کے دوست ہوسکتے ہیں اور کیا اسکے بغیر نماز قبول ہونا چاہیے۔؟

جن لوگوں نے ولآیت کو کبھی پسند نہ کیا وہ حقیقی مشرک ہیں

(1) جس چیز کو رسولؐ کی فرقانی قوم (25/30) نے اختلاف کی بنیاد بنا کر دین کو تبدیل کیا وہ ولایتؑ ہی ہے۔ (حدیث 48۔آیت 9-51/8)

مومنین نوٹ کرلیں کہ ہمارے عقائد کی بنیاد خلافتِ بلافصل یعنی ولایتؑ پر ہے۔

(2) جس شرک سے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں اور جو ہرگز معاف نہ ہوگا وہ ولایتؑ میں کسی اور کو شریک کرنا ہے۔ (حدیث 76۔آیت 39/65)

ولایتؑ کے مستقل اقرار واعلان پر نجات اور معاشی فراوانیاں منحصر ہیں

(1) جس طریقہ پر مستقلاً قائم رہنے سے نعمتوں سے مالا مال کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قیام ولایتؑ ہے۔ (حدیث 39۔آیت 72/16)

(2) نجات نوعِ انسان اور اُن کی معاشیات میں فراوانی کا ذریعہ ولایتؑ ہے۔ (حدیث 49۔آیت 13-90/11)

یہ کلام اللہ و کلام معصومینؑ سے ولایتؑ کی پوزیشن ہے۔ماننے نہ ماننے اور اختیار و اعلان کرنے نہ کرنے میں آپ مختار ہیں۔ہماری ذمہ داری بتانا اور سمجھانا ہے۔

وہ اذان اور نماز جو شیعوں میں رائج کی گئی باطل حکومتوں کو اطمینان دلاتی ہے

یہ اذان جو آپ جانتے اور دیتے چلے آرہے ہیں رسولؐ کے زمانے میں شروع ہوگئی تھی۔جسے نہ معلوم کب بند کیا گیا تھا۔یقیناً بعد کی حکومتوں نے اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش کی لیکن حقیقت چھپ نہیں سکی۔لہٰذا ایک سخت متعصب شخص امام ابواللیث الھروی کی عبارت کا ترجمہ اور چند سخت جملے اسی کی زبان میں سن لیں۔

درحین حیات رسولؐ خدا پنج بار درمدّتِ ششماه و نهه ماه اتفاق این مقال افتاد .رفضه را ازیں جادست داده که ایں الفاظ در اذان واقامت می بردارند

امانمیدانند که این حکم منسوخ شدہ۔ کہ مشائخ صحابہ گاھے آن را در زمانۂ خلافت خود در آذان و اقامتہ نہ گفتہ اند بلکہ احدے اگر این امر جرأت کرد حضرت فاروق اُورا بتادیب شدید میگرفت۔''

''یہ رسولِ خدا کی حیات کے زمانے میں چھ مہینے کی مدت میں اور پھر نو (۹) مہینے کے اندر اندر یہ قول پانچ دفعہ کہے جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ وہاں سے رافضوں کو یہ موقع ملا کہ ان الفاظ کو اذان اور اقامت میں کہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اُن الفاظ کے کہنے کا حکم منسوخ ہوگیا۔ اسلئے کہ بڑے شیخوں نے اپنی خلافتوں میں ان الفاظ کو کبھی نہیں کہنے دیا۔ بلکہ اگر کوئی ایک شخص بھی اُن الفاظ کو اذان و اقامت میں کہہ دیتا تھا تو حضرت فاروق اس کو ادب سکھانے کیلئے بڑی سختی سے پکڑتے تھے۔''

(فارسی عبارت برابر جاری ہے یہاں چند جملے اور لکھتے ہیں)

خود را بعلیؑ می چسپانند بروایت منسوخہ متمسک میشوند چنانچہ شعار خود ساختہ اند کہ دراذان واقامت عَلیًّا وَلی اللّٰہ میگویند و این گفتن راعین دین می انگارند ونمی دانند کہ اکابر صحابہ درترک آن کوشیدہ اند اگر جواز میداشت از ایشان اول صادر میگردید این مبحث رادر کتاب معارفِ عثمانیہ بہ بسط تام نوشتہ ام۔'' (عبدالرحمٰن عسقلانی)

''یہ رافضی لوگ خود کو علیؑ سے چپکاتے ہیں اور منسوخ حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ انھوں نے اذان و اقامت میں علیاً ولی اللہ کہنا اپنا شعار بنالیا ہے۔ اور ایسا کہنے کو حقیقی دین سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ بڑے صحابہ نے علیاً ولی اللہ کو بند کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔ اگر یہ جائز ہوتا تو وہ پہلے خود اس پر عمل کرتے۔''

(یہ عبارت ابواللیث نے علامہ عسقلانی کی کتاب فضائح الروافض سے لکھی ہے)

اختصار کی بنا پر نہ پوری عبارت لکھی نہ اس پر تنقید کر سکتا ہوں۔ یہ سمجھ لیں کہ اعلانِ ولاؑیت کا حکم دیا گیا، عمل ہوا، ہوتا رہا۔ مناسب وقت پر کوشش سے بند کیا گیا۔ جب علیؑ واولادِ علیؑ پر (معاذ اللہ) لعنت کرنے لگے تو اس صدی میں پھر خلافت عباسی میں یقیناً بند رہا۔ چوتھی صدی میں حقیقی مومنین نے پھر شروع کر دیا۔ تو اب شیعہ علماء نے اُن لوگوں پر لعنت شروع کر دی جنھوں نے اذان و اقامت وغیرہ میں اعلان ولایت شروع کیا تھا۔ (من لایحضرہ الفقیہ (عربی) باب الاذان و الاقامۃ وثواب المؤذنین صفحہ نمبر 78 حدیث نمبر 37) اور اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کو جائز مان لیا۔ لہٰذا یہ موجودہ اذان جنھوں نے شروع کی تھی وہ بعض شیعہ علماء کے نزدیک لعنتی تھے اور اُن کو جب موقعہ ملتا تھا حکومتوں سے قتل کرا دیا جاتا تھا۔ بڑی قربانیوں کے بعد یہ اذان جاری ہوئی۔ مگر لعنت بھیجنے والے علماء کی کتابوں میں یہ آج بھی غلط ہے۔ اسکے بغیر اذان مکمل اور صحیح ہے۔ اس قسم کے علماء نے آئمہ معصوؑمین کی احادیث میں سے چُن چُن کر یہ نماز تیار کی جو شیعوں کی کثرت ہزار سال سے پڑھ رہی ہے۔ اس نماز میں انھوں نے وہ تشہد اختیار کیا جسکو حدیث کی تمام معتبر کتابوں (چاروں کتابوں) میں گھٹیا تشہد فرمایا۔ جسے قلیل ترین تشہد فرمایا۔ جسکے بغیر نماز کو جائز کہا۔ جسے سنت بھی فرمایا الغرض احادیث میں سے وہ احکام اختیار کر کے شیعوں میں حکومتوں کی طاقت سے رائج کر دیئے جو آئمہؑ نے تقیہ کے زمانے میں شیعوں کی جان و مال محفوظ رکھنے کیلئے دیئے تھے۔ تاکہ دیکھنے والے اُنہیں اہلسنت سمجھیں اور رپورٹ کر کے قتل نہ کرائیں اور جس تشہد کو آئمہؑ واجب قرار دیتے تھے۔ جسے پسند فرماتے تھے جسے بلند آواز سے پڑھنے پر قتل لازم تھا اور جسے عہدِ معصومینؑ کے تمام شیعہ خاموشی

سے پڑھتے تھے۔ وہ وہی تھا جو ہم نے نماز کے مسائل میں لکھا ہے۔ وہ تشہد نہ صرف واجب ہے بلکہ اُس کو جان بوجھ کر نہ پڑھنے والا ملّتِ معصومینؑ سے خارج ہے۔ ہمارے نزدیک اور قدیم شیعوں کے نزدیک اذان واقامت ونماز میں۔ ''عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِی رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلا فَصْل۔'' کہنا واجب ولازم وفرض اور حقیقی دین ہے۔'' جیسا کہ سُنی عالم نے بھی مانا ہے مگر آج شیعوں کے تمام گروپ خواہ ''ڈھکوی'' قسم کے شیعہ ہوں یا ''شیخی'' قسم کے شیعہ ہوں یا لقمانی ہوں سب اذان میں اس ولایت کو جزوِ اذان نہیں مانتے اور نماز میں ہرگز نہیں پڑھتے اور اکثر علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ احادیث کی معتبر ترین کتابوں میں وہ تشہد بھی لکھا ہوا آج تک موجود ہے جسے آئمہ معصومین علیہ السلام نے واجب و فرض فرمایا، جسے افضل تشہد قرار دیا اور یہ سب کچھ اُنہی کتابوں میں ہے۔ ہم یہاں اُن میں سے ایک تشہد لکھ کر مسائل نماز شروع کر دیں گے۔

سنیئے اور سوچیئے کہ یہ تشہد شیعوں کی نماز میں کیوں جاری نہ کیا گیا؟

۔"بسم اللّٰہ و باللّٰہ والحمدلِلّٰہ والاسماء الحسنٰی کلھا للّٰہ اشھداَن لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریکَ لہ و اشھداَنَّ محمدًا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرًا و نذیرًا بین یدی الساعۃ اشھد انّک نعم الربّ و اَنّ محمّدًا نعم الرّسول واَنّ عَلِیًّانعم المولٰی واَنَّ الجنّۃحقٌ والنارحق والموت حق والبعث حق و اَنّ السّاعۃ اتیۃٌ لاریب فیھا و اَن اللّٰہ یبعث من فی القبور۔ الحمدللّٰہِ الّذی ھدٰنا لھذاوما کنّا لنھتدی لو لا اَن ھدٰنَا اللّٰہ اللّٰھم صلّی علٰی محمّدٍ و آلِ محمّدٍ وارحم محمّدٌ و آلِ محمّدٍو بارک علٰی محمّدٍ وآلِ محمّدٍ و تفضل علٰی محمدٍ و آلِ محمّدٍ افضل ما صلیت و ترحّمتَ وبارکت و تفضلّت و سلَّمت عَلٰی ابراھیم و آل

ابراھیم فی العالمینَ اِنّکَ حمیدٌ مجیدٌ۔ اللّٰھم صلّی علٰی محمدٍ المصطفٰی و علیٍّ المرتضٰی و فاطمۃ الزّھراءِ والحسَنؑ والحُسینؑ والائمۃالرّاشدین مِن اٰلِ طٰہَ وَ یٰسین اللّٰھم صلی علٰی نورکَ الانور وعلٰی حبلك الاطول وعلٰی عُروتك الا وثق و علٰی وجھك الاکرم و علٰی جنبك الاوجب وعلٰی بابك الا ذکی و مسلك الصرا ط۔ اللّٰھم صلی علٰی الھادین المھدیین ا لرّاشدین الفاضلین الطیبین الطاھرین الاخیار الابرار اللّٰھم صلّی علی جبرئیل و میکائیل و اسرافیل وعزرائیل ومَلٰئِکَتِكَ المقربین وانبیائِكَ المرسلین ورسلك اجمعین من اھل السماوات والارضین و اھل طاعتك اکتعین واخصص محمدًا صَلّی اللّٰہ علیہ واٰلہ بافضل الصَّلاۃ والتسلیم۔"

(حدائق الناضرہ جلد8صفحہ451۔ فقہ الرضوی کتاب الصلوٰۃ,109-108)

۔" اللہ کے نام سے شروع اور اسی کے نام سے وابستہ رہ کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہر قسم کی ستائش اللہ ہی کی ہوتی ہے اور ہر وہ نام اور لقب جو کائناتی حُسن بحال رکھتا ہو اللہ ہی کیلئے ہوتا ہے۔ پھر میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اللہ تنہا و یگانہ ہے کوئی بھی اس کا مدد و معاون نہیں ہے اور میں اس پر شاہد ہوں کہ بالتحقیق محمدؐ اللہ کے بندے اور اسکے آخری رسوؐل ہیں اللہ نے ان کو حقائق دے کر بھیجا اور قیامت تک کیلئے انہیں اچھی کارکردگی پر بشارتیں دینے والا اور بُرے اعمال کے نتائج سے قبل از وقت خوف زدہ کرنے والا بنا کر بھیجا۔ میں گواہ ہوں کہ تو یقیناً اچھا رب ہے اور یہ کہ محمدؐ اچھے رسوؐل ہیں اور یقیناً علیؑ اچھے حاکم ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے جہنم بلاشک موجود ہے۔ موت حق ہے۔ قبروں سے حساب کیلئے اُٹھنا حق ہے۔ میں حمد کرتا ہوں اس کی جس نے ہمیں دین اسلام کی ہدایت کی وہ ہدایت نہ کرتا تو ہمیں ہدایت نہ ہوتی۔ اَے اللہ بھیج

درود محمدؐ و آلِ محمد ؐ پر اور رحم کر محمدؐ و آلِ محمد ؐ پر اور برکت نازل کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور فضل کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اس سے بھی بڑھ کر جو تو نے پوری کائنات میں ابراھیمؑ اور سابقہ آلِ ابراھیمؑ پر صلوٰۃ بھیجی تھی اور رحمت نازل کی تھی اور برکت عطا کی تھی اور فضل و کرم کیا تھا۔ یقیناً تو مجسم بزرگی اور حمد و ثنا کا حقدار ہے۔ اَے اللہ پھر درود بھیج محمد مصطفٰیؐ پر اور علیؑ مرتضٰی اور فاطمۃ زہراؑء اور حسنؑ اور حسینؑ پر اور اُن آئمہؑ پر جو مجسمہ رشد و ہدایت اور طٰہٰ و یاسین لقب والے محمدؐ کی آلؑ سے ہیں۔ اَے اللہ صلوٰۃ بھیج اپنے نور کے سب سے زیادہ منوّر کرنیوالے وجود پر اور اپنے تعارف اور راہنمائی کے سب سے طویل سلسلے پر اور اپنی سب سے مستحکم دستاویزی سند پر اور اپنی سب سے بزرگ و مفید وجہؑ پر اپنے سب سے زیادہ واجب جانبدار پر اور اپنے پاک ترین دروازے پر اور اُس پر جو مجسم مذہب اور صراط مستقیم ہے۔ اَے اللہ پھر درود بھیج ان ہدایت کاروںؑ پر جو ہدایت یافتہ اور مجسم رشد و فضائل ہیں پسندیدہ اور پاکیزہ اور پارسا صاحبانؑ اختیار و خیر ہیں۔ اَے اللہ صلوٰۃ بھیج جبرائیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ پر اور اپنے تمام مقرب بارگاہ فرشتوں پر اور تمام اُن نبیوںؑ پر جو تیری طرف سے ارسال ہوئے اور تیرے تمام رسولوںؑ پر جو آسمانوں اور زمینوں میں تعینات رہے اور اُن پر جو تیری فرمانبرداری میں مستعد رہتے ہیں۔ اور محمدؐ اور اُنکی آلؑ کو اپنے بہترین اور بزرگ ترین دُرود کیلئے مخصوص فرما لے۔"

نماز کے آخر میں تشہد کے بعد سلام

یہ بھی سوچتے رہیں کہ یہ سلام علماء نے نماز میں کیوں جاری نہ کیا؟ سنئے!

"السّلام علیك یا اَیُّها النبیؐ و رحمة اللّٰه و بر کاته۔ السلام علیٰ محمدؐ

بن عبداللّٰه خاتم النبین ۔السلام عَلی الائمة الراشدین المهدئین السلام علٰی جمیع انبیاءؑ اللّٰه ورسلهؑ و ملائکة السلام علینا و علٰی عباداللّٰه الصالحین ۔'' (من لایحضره الفقیه (عربی) حدیث نمبر 50. صفحہ 87- جلد اوّل (اردو ترجمہ) حدیث نمبر 944)

۔''سلام اور اللہ کی رحمت ہو آپؐ پر یا نبیؐ اور برکتیں نازل ہوں آپؐ پر۔سلام ہو محمدؐ بن عبداللہ خاتم النبین پر۔سلام ہو اُن اماموںؑ پر جو مطلق طور پر رشد و ہدایت کے حامل اور بُرائی و گمراہی سے منزّہ تھے۔سلام ہو اللہ کے تمام رسولوںؑ اور نبیوںؑ پر اور ملائکہؑ پر اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر۔''

مومنین! ہم نے اختصار کی بنا پر اس عنوان کے ساتھ بڑا ظلم کیا۔ایک سو باسٹھ صفحات کی گردن کاٹ کر سولہ قلمی صفحات میں رگڑ دیا ہے۔لیکن اہل ایمان کیلئے اتنا بھی کافی ہے نہ ماننے والوں کیلئے لاکھوں کتابیں بھی کافی نہیں ہوتیں آپ یہ تشہد اور سلام دیکھیں اور پھر اُس تشہد پر نظر ڈالیں جو علماء نے پسند کیا۔مومنین میں رائج کیا اور سب کو جاہل رکھ کر دلیل وثبوت مانگنے کو حرام کر کے مُقلِّد بنا کر یہ پتا لگانے کی راہیں بند کر دیں کہ اُس نماز اور تشہد و سلام کا معصومینؑ کے فرمانات سے کیا تعلق ہے؟ ہم نے مختصر ترین تشہد مسائل میں لکھ دیا ہے اُس سے کم پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوگی اگر اس نے یہ کتابچہ پڑھنے کے بعد بھی اعلانِ ولایت اختیار نہ کیا۔

نماز کے یومیہ احکام

وضو کی تعریف! چہرہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سے اُنگلیوں تک دھونا اور سر کا اور دونوں پیروں کا مسح کرنا وضو کہلاتا ہے۔

حکم نمبر 1۔ چہرہ کا دھونا! چہرہ پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھڈی کے نیچے تک اور چوڑائی میں دونوں کانوں کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں۔ وضو میں یہ حصہ دھونا لازم ہے اس میں کمی سے وضو نہ ہوگا۔ گردونواح میں زیادہ دھولیا جائے تو حرج نہیں ہے۔

حکم نمبر 2۔ ہاتھوں کا دھونا! ہاتھوں کو کہنیوں سے ذرا اُوپر سے نیچے انگلیوں کی طرف دھونا لازم ہے۔

حکم نمبر 3۔ سر کا مَسح! بھیگا ہوا ہاتھ پھرانے کو مسح کہتے ہیں۔ لازم ہے کہ سر میں پانی کی ٹھنڈک یا گرمی محسوس ہو۔ بالوں پر ہاتھ پھرانا مسح نہیں ہے۔ ایک انگلی سے تین اُنگلیوں تک بالوں کی جڑوں میں پھرا دینا کافی ہے بال نہ ہوں تو چپٹی اُنگلیاں پھرانے سے مسح ہو جائے گا۔ آگے سے پیچھے کو یا پیچھے سے آگے کو سارے سَر کی شرط نہیں۔

حکم نمبر 4۔ پیروں کا مسح! پیروں کی انگلیوں سے پورا ہاتھ پھیلا کر ٹخنوں کی سیدھ تک اُوپر کو ہاتھ پھرانے سے مسح ہو جاتا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے دونوں پیروں کا ایک دم یا باری باری داہنے ہاتھ سے داہنے پیر کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں پیر کو مسح کیا جا سکتا ہے۔ مگر ہاتھوں کی اُنگلیاں پیروں کی اُنگلیوں پر رکھ کر اُوپر کو ہاتھ کھینچیں۔

حکم نمبر 5۔ مسح کے لئے ہاتھوں کو لگا ہوا وہی پانی کافی ہے جو وضو کے دوران لگا تھا۔ الگ سے پانی میں ہاتھ ڈبو کر مَسح کرنا وضو کو ضائع کرتا ہے۔

(من لا یحضر الفقیہ (اُردو) جلد 1 باب رسولؐ کے وضو کا طریقہ۔ فروعِ کافی جلد 1 (اُردو) سترھواں باب صِفت وضو حدیث نمبر 3،2،1)

وضو کے شرائط

حکم نمبر 6۔ نیت! وضو کرنے سے پہلے اُس عمل کو ذہن میں رکھنا چاہئے جس کیلئے وضو

کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ عمل لازم یا واجب ہو تو نیت میں واجب کہا جائیگا۔ اگر سنت ہو تو سنت کہنا ہوگا۔ مثلاً وضو کرتا ہوں واجب نماز کیلیئے **واجب قُرْبَةً اِلَی اللہ. اَللّٰہُ اَکْبَر**

حکم نمبر 7۔ جواز!

وضو جائز نہیں اگر جسم کسی جگہ سے ناپاک ہو یا کوئی غسل واجب ہو یا پانی خالص نہ ہو یعنی ذائقہ، رنگ اور بُو بدلے ہوئے ہوں۔ اسی لئے سُنت ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں۔ اس سے رنگ معلوم ہو جائے گا۔ پھر منہ کے اندر پانی ڈالیں غرارہ اور کُلّی کریں تو ذائقہ معلوم ہوگا۔ پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کریں تو بُو کا پتہ چل جائے گا۔

حکم نمبر 8۔ ترتیب!

پہلے چہرہ دھوئیں پھر داہنا ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ دھوئیں۔ اور نیا پانی لئے بغیر پہلے سر کا پھر داہنے و بائیں پیر کا مسح کریں۔ اِس ترتیب کو بدلنے سے وضو باطل ہو جائے گا۔

حکم نمبر 9۔ تسلسُل!

وضو کے تمام اعضاء کو لگا تار بلا وقفہ دھونا اور مسح کرنا واجب ہے۔ یعنی کوئی عضو خشک نہ ہونے پائے۔ سلسلہ وار اور ترتیب وار وضو کریں۔

حکم نمبر 10۔ وضو میں مدد لینا!

اگر خود وضو نہ کر سکیں تو دُوسروں کی مدد سے وضو کر سکتے ہیں۔ یعنی مددگار کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سمجھ لیں۔ چنانچہ مددگار ترتیب و تسلسل سے وضو کرادے۔

حکم نمبر 11۔ اندیشہ!

پیاسا رہ جانے، بیمار ہو جانے اور کسی خطرہ کے پیش آ جانے کا اندیشہ ہو تو وضو کی جگہ تیمّم کر سکتے ہیں اسلیئے کہ نماز کا ایک بڑا مقصد صحت و سلامتی اور مسلسل تندرست رہنا بھی ہے۔

حکم نمبر 12۔ جسمانی نقص!

پھوڑے، پھنسی یا جہاں مرہم یا پھایا لگا ہوا ہو اُس جگہ کو محفوظ رکھ کر باقی اعضاء پر وضو کیا جا سکتا ہے۔ یہی حکم پلاسٹر یا بڑی پٹی کے لئے ہے۔ اندیشہ ہو تو حکم نمبر 11 پر عمل کریں جو ہاتھ کٹا ہوا ہو تو اس سے وضو ساقط ہے۔ باقی موجود اعضاء پر بدستور وضو یا تیمّم کرنا ہوگا۔

یاد رکھو اسلام میں ہماری قوت و طاقت اور صورت حال کے خلاف احکام نہیں ہیں۔

وضو باطل ہونے کی صورتیں

حکم نمبر 13۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(1) پیشاب۔ (2) پاخانہ۔ (3) معدہ سے نکلی ہوئی وہ ہوا جو پاخانے کے مقام سے نکلے۔ (4) دیوانگی۔ (5) مستی، بے ہوشی یا نشہ۔ (6) نیند جس میں دیکھنے اور سُننے کی حِس نہ رہے۔ (7) مُردہ کو چھونا۔ (8) حیض (9) نفاس، بچہ کی پیدائش کے بعد جو رطوبتیں جاری ہوتی ہیں۔

حکم نمبر 14۔ وضو کے واجب ہونے کی صُورتیں

(1) واجب نماز بجالانے کیلئے۔ (2) واجب طوافِ خانہ کعبہ یا زیارات معصومینؑ و شہدائے کربلا کیلئے۔ (3) قرآن مجید کے الفاظ یا معصومینؑ کے ناموں کے چھونے کیلئے۔ (4) امام آخرالزمان علیہم السلام سے استخارہ کیلئے۔ (5) معصومین

علیہم السلام یا شہدائے کربلا کی نذر ماننے یا دینے کیلئے۔

تیمّم کے احکام

حکم نمبر 15۔ وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کی واجب صُورتیں۔

(1) پانی موجود نہیں۔(2) پانی کا حصُول قدرت سے باہر ہے۔(3) پانی کے حصول یا استعمال میں خطرہ ہے۔(4) وقت کی کمی یا پانی کی کمی۔ان تمام صورتوں میں واجب وضو یا واجب غسل کی جگہ تیمّم کر کے ہر عبادت بجالانا جائز ہے۔

حکم نمبر 16۔ تیمّم کن چیزوں سے کرنا چاہیئے۔

(1) تیمّم خشک اور پاک زمین پر کیا جائیگا۔(2) زمین موجود نہ ہو۔مثلاً سیمنٹ کا فرش ہے۔کشتی یا جہاز ہے تو مٹی، ریت، گرد و غبار جمع کر کے تیمّم کیا جاسکتا ہے۔(3) مٹی کا پاک گارا یا پاک کیچڑ ذرا سا ہاتھوں پر لگا کر ہاتھوں کو خوب رگڑیں اور جب نمی جاتی رہے تو تیمّم کر لیں۔نمازی حضرات عمدہ اور پاک مٹی کوٹ کر ایک تھیلی میں محفوظ و موجود رکھتے ہیں جو دقّت سے بچاتی ہے۔

حکم نمبر 17۔ تیمّم کا طریقہ!

جن اعضاء کو وضو میں دھونا واجب تھا۔اُن اعضاء پر تیمّم میں مٹی لگے ہوئے ہاتھوں سے مَسح کیا جائیگا اور جن اعضاء پر وضو میں مسَح ہوتا ہے اُنکو چھوڑ دیا جائیگا۔لہٰذا دونوں ہاتھ زمین پر ماریں کہ مٹی لگ جائے۔پھر دونوں ہاتھ چہرہ پر پھرالیں۔دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی لگائیں اور بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ پر پھرالیں۔پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مل لیں۔

حکم نمبر 18۔ نوٹ: وضو کی طرح تیمّم میں بھی نیت لازم ہے۔

تیمّم کرتا ہوں بالعوض وضو یا غسل (جنابت) کے واجب (یا سنّت) واجب قُربَۃً اِلَی اللّٰہُ اَللّٰہ اَکْبَر.

تنہا تنہا نماز پڑھنے کے اوقات اور قبلہ و قیام

حکم نمبر 19۔ ظہر و عصر!

سوُرج ڈھلنے سے غروب آفتاب تک وقت رہتا ہے مگر ہر حال میں ظہر کے بعد عصر پڑھی جائے گی۔

حکم نمبر 20۔ مغرب وعشاء!

سوُرج غروب ہونے اور مشرق سے سُرخی غائب ہونے کے بعد آدھی رات سے پہلے پہلے تک۔ مغرب کی نماز عشاء سے قبل پڑھنا ہوگی۔

حکم نمبر 21۔ صُبح!

جب اندھیری رات میں سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے میں تمیز ہونے لگے (جسے صبح صادق کہتے ہیں) اُس وقت سے آفتاب کی چمک نظر آنے تک۔ سورج کا کنارہ نظر آتے ہی نماز صبح قضا ہو جاتی ہے۔

حکم نمبر 22۔ قضا نماز!

قضا نماز، نکلتے اور ڈوبتے سورج کے وقت کے علاوہ کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے بہتر ہے کہ جس وقت کی قضا ہواُسی وقت میں پڑھی جائے۔

حکم نمبر 23۔ قبلہ کا حکم!

مجبوری اگر نہ ہو تو خانہ کعبہ کی سمت یا شطر میں نماز واجب ہے۔ ورنہ اللہ ہر جگہ اور ہر طرف موجود ہے۔

حکم نمبر 24۔ قیام!

مجبوری نہ ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے۔ ورنہ مناسب صورت اختیار کر لیں۔

حکم نمبر 25۔ نمازی کا لباس!

حیثیت اور حالات کے مطابق لباس صاف ستھرا، پاک اور حلال ہونا چاہیئے۔ جسم کے وہ تمام اعضاء ڈھکنے ضروری ہیں جن کے کھُلا رکھنے سے بے شرمی، بے حیائی، بدتمیزی اور غلط توجہ کا الزام عائد ہوتا ہے۔

حکم نمبر 26۔ اذان

1	اَللّٰہُ اَکْبَرَ	الگ الگ چار دفعہ کہا جائے گا۔
2	اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	دو مرتبہ کافی ہے۔
3	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	دو مرتبہ کافی ہے۔
4	اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَ لِيُّ اللّٰهِ ، وَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْل	دو مرتبہ کافی ہے۔
5	حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة	دو مرتبہ کافی ہے۔
6	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	دو مرتبہ کافی ہے۔
7	حَيَّ عَلٰى خَيرِالْعَمَل	دو مرتبہ کافی ہے۔
8	اَللّٰہُ اَ کْبَرُ	دو مرتبہ۔
9	لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	دو مرتبہ۔

حکم نمبر 27۔ اقامت

1	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	صرف دو مرتبہ۔
2	اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	دو مرتبہ۔
3	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	دو مرتبہ۔
4	اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَ لِیُّ اللّٰہِ ، وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ،وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْل	دو مرتبہ۔
5	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	دو مرتبہ۔
6	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	دو مرتبہ۔
7	حَیَّ عَلٰی خَیْرِالْعَمَل	دو مرتبہ۔
8	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ	دو مرتبہ۔
9	اَللّٰہُ اَکْبَرُ	دو مرتبہ۔
10	لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ	صرف ایک مرتبہ کہا جائے گا

ترجمہ :۔ **اذان واقامت!** (1) اللہ تصور میں آنے والی ہر بڑی چیز سے بڑا ہے۔ (2) اللہ کے سوا کوئی اور معبود یا قابل عبادت نہیں ہے۔(3) میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔(4) میں شاہد ہوں کہ علیؑ اللہ کی طرف سے حاکم ہیں، اور دین اسلام کی اشاعت و تنفیذ کیلئے رسولؐ نے اُن کو وصیت کی تھی اور وہ براہ راست رسولؐ کے بعد اللہ کے اور رسوؐل کے خلیفہ تھے۔(5) نماز کی طرف آ ؤ۔(6) رُستگاری اور فلاح کیلئے آ ؤ۔(7) تمام اعمال سے زیادہ خیر فراہم کرنے والے عمل کی طرف آ ؤ۔ (8) اللہ ہر بڑی چیز سے بڑا ہے۔(9) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔(اقامت میں

نمبر 8۔ یقیناً نماز قائم یا کھڑی ہوگئی ہے)

اذان واقامت کے احکام

حکم نمبر 28۔ اگر کسی مسجد سے دی گئی اذان سُنی ہو تو اپنی نماز کے لئے اذان ضروری نہیں۔ صرف اقامت کہنا لازم و واجب ہے۔(2) اذان و اقامت کو بلند آواز سے کہنا صرف جماعت کے واسطے لازم ہے۔ ورنہ اپنے کانوں تک آواز آنا کافی ہے ۔(3) جب اذان کی آواز کسی مسجد وغیرہ سے آئے تو مؤذن کے ساتھ ساتھ تمام جملوں کو دُہرانا واجب ہے۔(4) جس اذان میں جملہ نمبر 4 نہ ہو یعنی شہادتِ ولایت و وصایت و خلافت نہ ہو آپ خود یہ جملہ کہہ کر اذان کو مکمل کرلیں۔ اذان کو ناقص نہ رکھیں۔(5) ہمارے مذہب میں نبوتؐ کے بعد امامتؑ و ولایتؑ، وصایت و خلافتِ معصومینؑ پر ایمان اور اس کا ہر حال میں اعلان و اشاعت واجب ہے جو لوگ اس کو کسی حال میں بھی جُدا کرتے ہیں وہ مذہب محمدؐ و آل محمد علیہم السلام سے حقیقی تعلق نہیں رکھتے اسلئے کہ **اللہ اور رسوؐل کو الگ الگ رکھنا حقیقی کفر ہے (نسآء 4/150-152)** اور رسوؐل اور علیؑ کو الگ الگ رکھنا ولایتؑ و امامتؑ سے خارج کرتا ہے۔

(بحارالانوار (عربی) جلد 26 صفحہ 7-6 طبع سوم 1983 بیروت)

مَن قَالَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ فَلیَقُل مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ وَمَنْ قَالَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلْیَقُلْ عَلِیٌّ اَمِیرُالمُؤمِنِینَ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اُس پر لازم ہے کہ مُحَمَّدٌؐ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہے اور جو مُحَمَّدٌؐ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہے اس پر لازم ہے کہ عَلِیٌّؑ اَمِیرُ المُؤمِنین کہے۔(احتجاج طبرسی صفحہ 210) یہ حکم عام ہے۔ جب بھی کلمہ پڑھا جائیگا یا جب بھی شہادت اسلام دی جائیگی تو توحید و رسالتؐ و

امامت کوساتھ ساتھ مشروط ولازم وبلا فاصلہ رکھا جائے گا۔ تا کہ اسلام کا وہ تصور واضح ہوجائے جو نبوت کے زمانے سے قیامت تک کا انتظام ظاہر کرے۔ البتہ خطرات کی صورت میں واجبات وفرائض عارضی طور پر ساقط ہوجاتے ہیں۔ مگر خطرات کو جڑ بنیاد سے اُکھاڑ کر مٹا دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اور اِس سلسلے میں موت شہادت بن جاتی ہے۔ اسی لئے جہاد واجب ہے۔ ناتوانی کی صورت میں ہجرت اور جلاوطنی واجب ہے۔ اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔ لاکھوں جانیں قربان کر کے یہ اذان ونماز قائم کی گئی تھی۔ ہجرت اور جلاوطنی سے ہی ہم ساری دنیا میں پھیلے اور جہاں گئے اسی اذان ونماز کو قائم کیا۔ کسی بھی واجب حکم کو مستقلاً چھوڑ دینا کفر ہے اسلام نہیں ہے (النسآء۔ 4/150)

(6) قضا نمازوں میں بھی اذان واقامت کی یہی صورت برقرار رہے گی۔ سُنّتی نمازوں میں نہیں۔

نماز کے احکام اور طریقہ

حکم نمبر 29۔ قیام: قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ دونوں ہاتھ فطری طور پر لٹکے رہیں گے۔ دونوں قدموں میں آرام دہ اور فطری فاصلہ رکھیں۔ کوشش کریں کہ بدن فطری طور پر سیدھا رہے۔ بیمار وناتوان کا سہارا لینا یا بیٹھنا یا لیٹنا ہی اس کا قیام ہے۔ بیٹھ کر ہاتھ رانوں پر رکھے جائیں گے۔

حکم نمبر 30۔ نیّت: نیّت میں وقت، واجب یا سُنۃ وقضا اور قربت کا ذکر ضروری ہے مثلاً:۔ ''نماز صبح ادا کرتا ہوں واجب (یا سُنۃ) قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہ۔''

حکم نمبر 31۔ مقصد: نماز کا مقصد اللہ کا تقرّب حاصل کرنا ہے۔ تقرّب کا عملاً حاصل ہوجانا

ہی نماز کی صحت اور مقبولیت کی دلیل ہے۔ ورنہ رسمی اور دکھاوے کی نماز فضول ہے۔

حکم نمبر 32۔ اللہ کی توجہ اور قربت حاصل کرنا

نماز کی نیت کے بعد یہ دُعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتَوَجَّہُ اِلَیۡکَ بِمُحَمَّدٍوَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ اُقَدِّمُھُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ صَلَاتِیۡ وَاَتَقَرَّبُ بِھِمۡ اِلَیۡکَ۔ فَاجۡعَلۡنِیۡ بِھِمۡ وَجِیۡھًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَ مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ مَنَنۡتَ عَلَیَّ بِمَعۡرِفَتِھِمۡ فَاخۡتِمۡ لِیۡ بِطَاعَتِھِمۡ وَ مَعۡرِفَتِھِمۡ وَ وِلَایَتِھِمۡ فَاِنَّھَا السَّعَادَۃُ وَاخۡتِمۡ لِیۡ بِھَا فَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر۔ (فقہ الرضوی، وسائل، مشارق اور الفقیہ) (کافی۔ جلد 4 صفحہ 335)

ترجمہ دُعائے توجہ:۔ ''اے اللہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذریعہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تیرے اور اپنی نماز کے درمیان محمدؐ و آلِ محمدؐ کو مقدّم وسیلہ بناتا ہوں۔ اور اُنؐ ہی کے ذریعے سے تیری قُربت چاہتا ہوں۔ چنانچہ مجھے اُنؐ کے وسیلے سے دُنیا اور آخرت میں اپنے سے وابستہ اور اپنے مقرّبین میں داخل رکھ۔ تو نے جو مجھے اُنؐ کی معرفت عطا کر کے ممنون فرمایا ہے یہ تو ایک بڑی سعادت ہے۔ چنانچہ مجھے اس سعادت میں اور اُنؐ کی اطاعت اور معرفت میں اور اُنؐ کی ولایت میں اور اُنؐ ہی کے صدقہ میں درجہ کمال تک پہنچا دے اور یہ سب کچھ تیرے لئے آسان ہے اسلئے کہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔'' اَللّٰہُ اَکۡبَر۔

حکم نمبر 33۔ تکبیر تحریمہ:۔ قبلہ کی جانب رُخ کئے ہوئے دُعائے توجہ پڑھتے ہی ایک دم اَللّٰہُ اَکۡبَر کہہ کر قرأت شروع کر دیجئے۔ یہ اَللّٰہُ اَکۡبَر ایسی تکبیر ہے کہ اس کے کہنے کے بعد خواہ مخواہ ہِلنا جُلنا، کسی سے بات کرنا، کسی اور سمت میں منہ گھمانا وغیرہ وہ تمام کام حرام ہوجاتے ہیں جو اِس سے پہلے پہلے جائز تھے۔

اسلئے اس۔ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کوتکبیر تحریمہ (حرام کرنے والی تکبیر) کہا گیا۔ اب آپ کی نظریں سجدہ کی جگہ تک محدود رہنا چاہیں۔تکبیر تحریمہ سے لیکر نماز کے دوران جب بھی تکبیر کہی جائے گی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رکھتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کئے اور نیچے چھوڑے جانا واجب ہے۔اسکے بعد دُوسرا عمل شروع کیا جائے گا۔

حکم نمبر 34۔ قِرأت یعنی قرآن کا پڑھنا

(1) پہلی اور دوسری رکعت میں مع بِسم اللہ پہلے سورۂ حمد (فاتحہ) پھر مع بسم اللہ کوئی دوسری سورہ ہر واجب نماز میں واجب ہے۔ناتوانی اور بیماری اور وقت کی حادثاتی تنگی میں دوسری سورہ چھوڑ سکتے ہیں۔(2) تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔(3) صبح اور مغرب وعشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کرنا اورظہر وعصر میں آہستہ قرأت واجب ہے۔(4) نماز میں جو کچھ بھی پڑھا جاتا ہے اس کو سمجھ کر اور صحیح پڑھنا واجب ہے۔ورنہ مستقل طور پر سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اور بے معنی نماز پڑھے چلے جانا باطل ہے۔ایسی نماز مردود ہے۔(5) دوسری سورہ کی جگہ قرآن میں سے کہیں سے بھی تین آیات مُسلسل پڑھی جاسکتی ہیں۔ (6) نماز کے مقاصد میں سے ایک مقصد قرآن کو سمجھ کر حفظ کرنا بھی ہے۔آدمی آسانی سے روزانہ تین آیات یاد کرسکتا ہے ۔ (7) سورۂ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کے ساتھ بِسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔

حکم نمبر 35۔ رکوع یعنی ناتوانی ومحتاجی ظاہر کرنا

ہر رکعت میں ایک رکوع کرنا واجب ہے۔ قرأت ختم ہوتے ہی دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر خوب جھک جائیں دونوں ہاتھوں سے گھٹنے کی چپنی پکڑ لیں اور نظر دونوں پیروں کے درمیان رکھیں اور پڑھیں:۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ ۔ میرا پروردگار تمام نقائص سے پاک اور عظیم ہے اور ستائش اُسی کا حق ہے۔ (2) یہ جملہ کم از کم ایک بار کہنا واجب ہے۔ لیکن صرف واجب ادا کرنا گھٹیا لوگوں کا کام ہے۔ (3) رکوع چھوٹ جائے تو نماز باطل ہے۔ (4) سر ٹکانے سے پہلے یاد آ جائے تو سجدہ سے پلٹ آؤ اور رکوع بجالاؤ۔ (5) ورنہ پوری نماز کو دوبارہ پڑھو۔ (6) بیٹھا ہوا شخص بیٹھے بیٹھے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جتنا ممکن ہو جھک کر رکوع کرے۔ لیٹا ہوا شخص سر کا اشارہ کرے۔

حکم نمبر 36۔ رُکوع سے قیام میں آنا

رکوع کو مکمل کرکے ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ'' (جس نے اللہ کی ستائش کی وہ اللہ نے سُن لی) کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ (بیٹھا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھ جائے) اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں جائے۔ اس طرح سے کہ:۔

حکم نمبر 37۔ سجدہ کا طریقہ: پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاؤ۔ پھر دونوں گھٹنے رکھو۔ پھر پیشانی اور ناک ٹکاؤ اور پیر کے دونوں انگوٹھوں کو زمین سے نہ اٹھنے دو۔ (2) اور اب پڑھو ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ'' (میرا رب تمام نقائص سے پاک واعلیٰ ہے اور حمد وستائش اُسی کیلئے ہے) واجب کی بیگار ٹالنا ہے تو ایک دفعہ کافی ہے۔ یعنی گناہ گار

بھی نہ رہو گے اور قربت بھی نہ ملے گی ۔(3) سجدہ خاکِ شفا پر کرنا چاہیئے ۔ لاپرواہ اور بے حس شیعہ اگر چاہیں تو زمین پر، پتوں پر اور تمام خاک بلا پر کرلیں ۔

حکم نمبر 38۔ جلسہ یا وقفہ: حسبِ قاعدہ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے اُٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں کہ دونوں ہاتھ رانوں پر اور داہنے پیر کی پُشت بائیں پیر کے تلوے پر رہے اور پڑھیں ۔" اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْه " (میں، اپنے پروردگار اللہ سے سامان تحفظ کا طلب گار ہوں اور اصلاح کیلئے اسی کی طرف پلٹتا ہوں)۔

(2) پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ بجالائیں ۔(3) پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھ کر حسب سابق بیٹھیں یہاں پہلی رکعت مکمل ہوگئی ۔

(4) اب دوسری رکعت کیلئے یہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں اور کھڑے ہوجائیں کہ:۔بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ ، اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ (اللہ کے انتظام کیساتھ اور اُسی کی دی ہوئی طاقت سے میں اُٹھتا اور بیٹھتا ہوں)۔(5) پھر حمد اور دُوسری سورہ پڑھیں (6) اور تکبیر کہہ کر ہاتھ نیچے چھوڑ دیں ۔ پھر دُعا کیلئے دونوں ہاتھ اُٹھا کر پڑھیں ۔

حکم نمبر 39 ۔ قنوت، دُعائے بخشش

۔" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۔"

"اَے اللہ ہم سب کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم سب کو بخیر و عافیت رکھ اور ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کردے اور یہ سب کچھ ہمیں دُنیا و آخرت میں بہم پہنچاتا رہ ۔ یقیناً تُو ہر چیز پر قادر ہے ۔"

حکم نمبر 40۔ دوسری رکعت کا رکوع اور سجدے: دُعائے قنوت کے بعد تکبیر کہہ کر حسب سابق رکوع اور پھر دونوں سجدے بجالائیں اور دوسرے سجدہ سے تکبیر کہہ کر باقاعدہ بیٹھ جائیں اور تشہد اس طرح پڑھیں کہ:۔

حکم نمبر 41۔ تشہد یعنی اسلام اور ایمان کا اعلان کرنا

''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْل اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔''

۔''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ تنہا و یگانہ ہے۔ اُس کا کوئی شریک کار نہیں ہے۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں اور میں یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ علیؑ اللہ کی طرف سے حاکم اور رسوؐل کی طرف سے وصی اور رسولؐ کے بعد اُن کے خلیفہ ہیں۔ اَے اللہ درود بھیج محمدؐ اور اُن کی آلؑ پر۔''

(2) اگر یہ دو رکعتی نماز ہو تو تشہد کے بعد سلام پڑھا جائے گا۔

(3) ورنہ۔''بِحَوْلِ اللّٰهِ وَ قُوَّتِهٖ، اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ ''۔ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوں گے اور تیسری و چوتھی رکعت پڑھیں گے۔ (اُن میں قنوت نہیں ہوگا)

(4) اور اگر تین رکعتی نماز ہو تو تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد تکبیر کہہ کر باقاعدہ بیٹھ جائیں اور تشہد اور اسکے بعد سلام پڑھیں اگر چار رکعتی نماز ہو تو چوتھی رکعت کے دُوسرے سجدہ سے تکبیر کہہ کر بیٹھ کر باقاعدہ بیٹھ جائیں اور دوبارہ مندرجہ بالا تشہد پڑھیں گے اور پھر سلام بجالائیں گے۔

حکم نمبر 42 ۔ سلام

۔"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَـا اَیُّھَـا الـنَّبِیُّ وَرَحْـمَةُاللّٰـہِ وَبَـرَکَـاتُـہ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَـاوَعَلٰی عِبَادِاللّٰـہِ الصَّالِحِیْن ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاصَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ عَلٰی آبَائِکُمْ وَاُمَّھَاتِکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰـہِ وَبَـرَکَـاتُہٗ ۔ اَللّٰـہُ اَکْـبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرَ ۔" "سلام ہو آپؐ پر یا نبیؐ اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں آپؐ پر نازل ہوتی اور ہمیں پہنچتی رہیں ۔سلام ہم سب موجودین پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر۔سلام ہو آپؑ پر اَے دورِ حاضر اور اِس زمانہ کے مالک امامؑ اور سلام ہو آپؑ سب پر اور آپؑ کے آباؑ وَ اجدادؑ (آدمؑ تک) پر۔اور آپؑ کی ماؤںؑ (حواؑ تک) پر، اور آپؑ سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہو کر ہم تک پہنچیں ۔

(2) سامنے دیکھتے ہوئے دو دفعہ تکبیر کہہ دیں ۔ نماز ختم ہوگئی اور وہ سب کام حلال ہوگئے جو تکبیر تحریمہ نے حرام کئے تھے۔

حکم 43۔ پانچ وقت کی واجب نمازوں کی رکعتیں

نمبر شمار	اوقات نماز	تعداد رکعت
......1......	......نماز صبح......	......2 رکعت......
......2......	......نماز ظہر......	......4 رکعت......
......3......	......نماز عصر......	......4 رکعت......
......4......	......نماز مغرب......	......3 رکعت......
......5......	......نماز عشاء......	......4 رکعت......

تمدنی ترقی کیلئے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنا ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔

حکم44۔ مختلف مسائل! نماز سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کیلئے رکوع و سجود کے ذکر کے بعد۔ دُعائے قنوت کے اوّل و آخر میں درود پڑھنا چاہیے۔

(2) نماز کو مذکورہ ترتیب کے ساتھ تسلسل سے بجا لانا لازم ہے۔ ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔ (3) اعمال نماز کے علاوہ ہر عمل نماز کو باطل کرتا ہے۔

(4) جن چیزوں سے وضو باطل ہوتا ہے نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔

(5) شکوک و شبہات کو قطعاً نظر انداز کر دیں۔ نقص پر یقین ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھیں تا کہ وہم و گمان اور شک فنا ہو کر رہ جائیں ورنہ بڑھاپے میں نماز پڑھنا اور اطمینان حاصل کرنا ممکن نہ رہے گا۔ (6) نماز کے بعد مندرجہ ذیل تسبیح پڑھیں۔

تسبیح جناب صدّیقہ کبریٰ معدن رسالۃ حضرت فاطمہ زہراءؑ

اَللّٰہُ اَکْبَر 34 مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ 33 مرتبہ، سُبحَانَ اللّٰہِ 33 مرتبہ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ 1 مرتبہ۔

پھر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطے سے دُعا مانگیں۔

(7) بلا دُعا مانگے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (8) نیت، تکبیر تحریمہ، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، رکوع اور سجدہ چھوٹ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

حکم نمبر 45۔ بھول چوک معاف ہے! بھولے سے ناجائز یا ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے۔ حکم نمبر 44 میں آٹھویں نمبر پر مذکورہ اعمال کے علاوہ کسی اور عمل کو بھول جانے اور بعد میں یاد آنے سے نماز باطل نہ ہوگی اگر سجدہ سہو کر لیا جائے۔

حکم نمبر 46۔ سجدہ سہو کی نیت

سجدہ سہو بجالاتا ہوں تکمیل نماز کے لئے واجب قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہ ۔اَللّٰہُ اَکْبَر ۔ کہہ کر سجدے میں چلا جائے۔

حکم نمبر 47۔ سجدہ کی تفصیل!

کھڑے کھڑے یا نماز کی طرح بیٹھ کر نیّت کرے اور باقاعدہ سجدے میں جاکر یہ مختصر درود پڑھے۔ ’’ بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدؐ‘‘ ۔’’اللہ کے نام سے شروع اور اللہ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ وہ درود بھیجے محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر‘‘ دو مرتبہ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بیٹھے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ اسی طرح بجالائے پھر اللہ اکبر کہہ کر تشہد اور سلام پڑھے اور 2 دفعہ اللہ اکبر کہہ کر ختم کردے۔

حکم نمبر 48۔ نماز قصر کے احکام!

قصر کیلئے مسافت! ایک ہی شہر کے اندر یا اِس کنارے سے اُس کنارے تک خواہ سو میل کا فاصلہ طے کریں ۔اِس کو سفر نہیں کہا جاسکتا۔ پیشہ ور یا کاروباری مقاصد کے لئے مسافت کا استقلال بھی قصر لازم نہیں کرتا۔ اور ایسی جگہ جانا جہاں اپنے گھر کی تمام سہولتیں موجود ہوں قصر کو ختم کردیتا ہے۔ بلا ارادہ اور نیّت کے چلتے چلے جانا، خواہ کتنی بھی مسافت طے کریں قصر کو جائز نہیں کرتا۔ اگر سفر کسی ناجائز مقصد کیلئے ہو تب بھی قصر نہ کیا جائے گا۔

(2) ان تمام صورتوں کے علاوہ اگر پیدل چوبیس میل کی مسافت طے کرلی جائے تو چوبیسویں میل کے بعد جو چار رکعتی نماز کا وقت آئے گا اس میں دو رکعات نماز پڑھی جانا چاہیے۔

(3) اگر منزل پر پہلے سے دس روز قیام کرنے کا ارادہ تھا تو نماز پوری پڑھی جائیگی۔

(4) ورنہ بلا ارادہ حادثاتی طور پر قیام بڑھتا جائے اور گھر ایسی تمام سہولتیں حاصل نہ ہوں (نکاح یا متعہ اور کھانے پینے اور رہائش کا خودمختارانہ انتظام نہ کرنا) نماز قصر رہے گی ورنہ مکمل پڑھی جائے گی۔

(5) مسجد نبویؐ، شہادت علوؑیہ والی مسجد کوفہ اور روضۂ امام حسین علیہ السلام میں نماز قصر نہ کی جائے گی۔

حکم نمبر 49۔ سفر کی دوسری صورتیں! پیدل سفر کرتے ہوئے چوبیس میل کی مسافت پر جو وقت صرف ہوگا۔ اُتنے وقت میں سواری پر جتنی مسافت طے ہوگی۔ اُس مسافت کے بعد نماز قصر کرنا واجب ہوگا۔ مثلاً اوسط صحت و رفتار سے آٹھ گھنٹے میں چوبیس (24) میل کا سفر طے ہو جائیگا۔ لہٰذا آٹھ گھنٹے میں ہوائی جہاز سے جتنا سفر ہوگا اس کے بعد نماز کا قصر واجب ہوگا اس طرح ہر سواری کا حساب خود کرلیں۔

نماز میں پڑھنے کی ضروری سورتوں کا ترجمہ اور سبب

نمبر1۔ سُورۂ الفاتحۃ: سورہ فاتحہ (الحمد) کی خصوصیات آخر میں لکھی جائیں گی۔

نمبر2۔ سُورۂ القدر :۔ آئمہ علیہم السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اس سورہ سے مخالفین پر حجت قائم کر سکتے ہو۔ اُنھیں چیلنج کر سکتے ہیں۔ وہ ہر سال شب قدر مناتے ہیں۔ رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہیئے کہ اس سورہ میں یہ ثابت ہے کہ شب قدر میں ملائکہ اور ارواح اللہ کی طرف سے تمام احکام لے کر اُترتے ہیں۔ اور صبح ہونے تک وہ احکام باری باری پہنچاتے اور سلام سلام کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ بتایئے وہ کون ہے جس پر یہ سلام و احکام اُترتے ہیں؟ یہ امام زمانہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا ہر زمانہ میں موجود ہونا ثابت کرتی ہے۔ لہٰذا سورۂ فاتحہ کے بعد اسے پڑھنے

سے ہمارے عقائد کی تجدید ہوتی ہے۔اور یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ پُورا قرآن ایک دم اسی رات میں نازل ہوا تھا۔اور رسوؐل اللہ پورے قرآن کے عالم تھے۔

نمبر3۔ سورۂ الکوثر:۔ جن حالات میں یہ سورہ تلاوت کیا گیا تھا۔اُس وقت کوئی ایسا مادی سبب موجود نہ تھا جس کی بنا پر اُس میں مذکورہ پیش گوئی ممکن ہوتی۔لہٰذا یہ سُورہ نبوؐت و امامتؑ کے منجانب خدا ہونے کا لاجواب ثبوت ہے۔واقعی کثرت حضوؐر کے قدموں پر جھکی۔کثرتِ نسل اس قدر ہوئی کہ توریت کی پیش گوئی ثابت ہوگئی۔دشمنانِ محمدؐ وآل محمدؐ کی نسل منقطع ہوگئی اور کوثر سجتا نہیں جب تک وہاں **علی مرتضٰی علیہ السلام** نہ ہوں۔پھر عرب کے سب سے بزرگ کافر شاعر نے اقرار کیا۔

"مَا ھٰذا کَلَا مُ الْبَشَر." (یہ بشری کلام نہیں ہے۔)

لہٰذا یہ سورہ نبوؐت و امامتؑ کے فضائل کا ثبوت ہے۔سورہ فاتحہ کے بعد اسے بھی بطورِ دلیل و دُعا پڑھنا افضل ہے۔اِس سورہ میں صرف تین آیات ہیں۔اسی کو معیار بنا کر اجازت ملی کہ قرآن میں کہیں سے بھی تین آیات مسلسل پڑھی جاسکتی ہیں تاکہ رفتہ رفتہ پورا قرآن یاد ہوجائے۔

نمبر4۔سُورۂ توحید: اسکا دُوسرا نام سورۂ اخلاص ہے۔اللہ تعالیٰ کی پوزیشن اور مختصر ترین انداز میں اس سے بہتر نہ بیان ہوئی ہے نہ ہوسکتی ہے عقیدہ توحید کی تجدید کیلئے اور کفار کیسامنے اللہ کی شان پیش کرنے کیلئے اسے بھی سورۂ فاتحہ کے بعد اہمیت دی گئی ہے۔

نوٹ:۔ یہی چاروں صورتیں ہیں جن کو نذرونیاز اور فاتحہ میں پڑھنا چاہیے۔

<u>سورہ فاتحہ اور ترجمہ</u>: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

1۔اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o

تمام ستائش عالمین کے پروردگار اللہ کے لئے ہے۔

2۔اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

جو بلا استحقاق بھی رحم کرتا ہے اور حقداروں پر بھی رحم کرنے والا ہے۔

3۔مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ o

تمام نتائج برآمد کرنے والے دن کا بھی مالک ہے۔

4۔اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ o

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔

5۔اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ o

تو ہمیں برقرار رہنے والے راستہ کی ہدایت کرتا رہ۔

6۔صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآ لِّیۡنَ o

اُن حضرات کے راستے کی ہدایت کر جن پر تو نے صرف انعامات نازل کئے جو نہ کبھی تیرے غصہ اور غضب کا نشانہ بن سکے اور نہ کسی حال میں گمراہ ہوئے۔

نوٹ:۔ یہاں جنکے راستے کی طرف ہدایت طلب کرنا واجب کیا ہے وہ۔ وہ حضرات نہیں ہو سکتے جن پر اللہ نے انعامات بھی بھیجے ہوں اور غصہ بھی کیا ہو اور جو کبھی کسی حالت میں یا کسی زمانے میں گمراہ بھی رہے ہوں۔ یہاں صرف ایک گروہ کا ذکر ہے جو سو فی صد معصومؑ ہو۔ جنھوں نے دو گروہ مُراد لے کر دو دفعہ ''لوگوں'' ترجموں میں لکھا ہے اُنھوں نے غلطی کی ہے۔ یہاں صرف اور محض محمدؐ، فاطمہؑ اور دوازدھم آئمہ علیہم السلام مراد ہیں۔ اور کوئی اُن لوگوں میں داخل نہیں حتّٰی کہ باقی انبیاؑء و رُسلؑ بھی نہیں۔

سورۃ القدر اور ترجمہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم o

1۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ o

یقیناً ہم نے پورا قرآن تقدیر والی رات میں نازل کر دیا تھا۔

2۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَالَیْلَۃُ الْقَدْرِ o

اور کیا تم مادی ثبوت کے ساتھ یہ جانتے ہو کہ تقدیر والی رات اُسے کیوں کہا ہے؟

3۔ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ o

وہ تقدیر والی رات اکیلی ہی اپنی قسم کے ایک ہزار مہینوں سے زیادہ خیر کی حامل ہے۔

4۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَ الرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ o

تقدیر والی رات میں وہ تمام فرشتے اور اَرواح اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں جو اللہ کے سالانہ احکام پہنچانے پر تعینات ہیں۔

5۔ سَلَامٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o

چنانچہ وہ تمام احکامات اور سلام پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ رات جب سے دن رات شروع ہوئے ہر سال آتی رہی ہے اور **نَذِیْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ** اور **رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِین مُحَمَّدٌ مصطفٰی** اوّلین مخلوق اس سورہ کے نزول اور شب قدر میں ملائکہ واَرواح کے نزول کے مرکز رہتے چلے آئے ہیں اور آج امامِ زمانہ حضرت حجۃ ابن حسن عسکری علیہما السلام مرکز نزول ہیں۔

سورۃ اخلاص اور ترجمہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم o

1 قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ O

سب کو بتاتے جاؤ کہ جس کو ہم اللہ مانتے ہیں وہ یکتا و یگانہ ہے۔

2 اَللّٰہُ الصَّمَدُ O وہ اللہ بے نیاز ہے۔ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔

3 لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ O نہ اس سے کچھ پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی اور سے پیدا ہوا۔

4 وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ Oاور ساری کائنات میں کوئی بھی اُس کا کفو یا ہمسر نہیں ہے۔

سورۂ کوثر اور ترجمہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

1۔ اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ O

یقیناً ہم نے تجھے ہم قسمی کثرت وکوثر عطا کر دیا ہے۔

2۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ O

چنانچہ تم اپنے پروردگار کیلئے صلوٰۃ اور قربانی (گردن کٹانے) کا نظام قائم کر دو۔

3۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالۡاَبۡتَرُO

اور یقیناً ہم نے تیرا برا چاہنے والوں کی نسلوں کو منقطع کرنا طے کر رکھا ہے۔

نوٹ:۔ یہ سورہ ثابت کرتی ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ہر دشمن کی نسل منقطع ہو چکی ہے یا اہلبیتِ محمدؐ پر ایمان لا کر موالیان محمدؐ و آلِ محمدؐ میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ تمام شجرہ ہائے نسب مصنوعی اور جھوٹے ہیں جو یزید کے ہم مسلک حکمرانوں نے دولت وحکومت کی طاقت سے گھڑوا کر مشہور کئے اور جن میں تیسری صدی کے بعد بھی ایسے نام ملتے ہیں جن کے بزرگ زمانۂ رسولؐ میں رسولؐ کے دشمن رہے تھے۔ مصنوعی شجرے بنوانے سے ان حکومتوں کی غرض یہ تھی کہ بعض دشمنوں کی نسل کو باقی اور جاری دکھا کر یہ ثابت کیا جائے کہ اگر یہ لوگ رسولؐ اللہ کے دشمن ہوتے تو سورۂ کوثر کی رُو سے اُن کی نسل منقطع ہو جاتی ۔ چونکہ نسل موجود ہے اس لئے فلاں، فلاں اور فُلاں دشمنانِ

خدا اور رسولؐ نہیں تھے مگر یہ فریب اب کھل چکا ہے۔

<u>**سجدۂ شکر کا طریقہ:**</u> نماز سے فراغت کے بعد دُعا مانگ کر بیٹھے بیٹھے سجدہ شکر کی نیت کریں۔

حکم نمبر 50۔ <u>**نیت:**</u> سجدۂ شکر بجالاتا ہوں سُنَّت قُرْبَةً اِلَی اللّٰه، اللّٰهُ اَکْبَرُ ۔ اللّٰهُ اَکْبَر کہہ کر سجدے میں جانا۔

حکم نمبر 51۔ <u>**سَجدہ اور قرأت:**</u> ہاتھوں، کہنیوں اور سینے کو زمین یا مُصلے سے ملا دینا چاہیے۔(2) اور جتنی دیر سہولت سے ممکن ہو ورنہ کم از کم ایک لمبا سانس لیکر یَا رَبِّ یَـــا رَبِّ یہ سمجھ کر کہنا چاہیے کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ جو بندہ مجھے خلوص دل سے ایک دفعہ پکارتا ہے میں دس مرتبہ جواب دیتا ہوں۔(3) پھر بایاں گال اور کنپٹی سجدہ گاہ، یا زمین پر لگا کر تین دفعہ پڑھئے: ۔ یَااَللّٰهُ ، یَارَبَّاهُ ، یَا سَیِّدَاهُ۔

(4) پھر داہنے گال اور کنپٹی پر یہی پڑھیے۔(5) پھر پیشانی میں سجدہ پر پلٹئے اور جتنی بار ممکن ہو یا وہی ایک لمبا سانس بھر کر کہئے :۔شُکْرًا شُکْرًا (آخر میں) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتَهٗ بِلَا فَصْل ۔سجدہ ختم ہوا۔

<u>مُحمدؐ وآلِ مُحمدؐ کے حالات اور مقاصد کی یاددہانی کرانے والی زیارتیں</u>

تمام زیارات کو بیان کرنے کیلئے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔لیکن ہم اس مصروف دُنیا میں اُلجھے ہوئے مومنین کیلئے تین ایسی مختصر زیارتیں لکھ دینا واجب سمجھتے ہیں جو تمام باقی زیارتوں کی بنیاد و نچوڑ ہیں اور جنہیں نماز ظہرین اور مغربین اور صبح کی نماز کے بعد لازماً پڑھنا چاہیے۔

حکم نمبر 52۔ زیارت سیّدالشہداء علیہ السلام

اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ

سلام ہو آپؑ پر اَے مظلوم علیؑ اصغر کے بابا جان۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہ

سلام ہو آپؑ پر اَے فرزندِ رسوؐل۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ اَمِیْرِ الْمُؤمِنِیْنَ وَسَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ وَخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ فِی السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِیْنَ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے فرزندِ امیرالمومنینؑ اور سلام ہو آپؑ پر اَے فرزندِ سید الوصیینؑ اور سلام ہو آپؑ پر اَے تمام آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے خلیفہ کے بیٹے۔

اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ الْعَالَمِیْنَ۔

سلام ہو آپ پر اَے فاطمہؑ زہراء کے بیٹے۔ اَے تمام کائنات کی عورتوں کی سردار کے فرزند۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ قَتَلَکَ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اَعَانَ عَلَیْکَ وَ مَنْ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ فَرَضِیَ بِہٖ۔

اللہ تمہارے قاتلوں پر لعنت کرتا رہے اور تمہارے قاتلوں کے مددگاروں پر بھی لعنت کرے اور جن کو تمہارے قتل سے خوشی ہوئی اللہ اُن پر بھی لعنت کرے۔

وَالسَّلا مُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

سلام ہو آپؑ سب پر اور اللہ کی رحمت و برکت آپؑ سب پر نازل ہوتی رہے۔

حکم نمبر 53۔ زیارت امام رضا علیہ السلام

1۔ اَلسَّلا مُ عَلَیْکَ یَاغَرِیْبَ الْغُرْبَاءِ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے حالت سفر اور غریب الوطنی میں شہید کئے جانے والے۔

2۔ اَلسَّلَا مُ عَلَیْكَ یَامُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ وَالْفُقْرَاءِ ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے ناتوانوں اور بے سہارا لوگوں کے معاون و مددگار۔

3۔ اَلسَّلَا مُ عَلَیْكَ یَااَنِیْسَ النُّفُوْسِ ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے ہر جاندار کے غمخوار۔

4۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَیُّهَاالْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ طُوْسٍ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے سرزمین طوس میں دفن ہونیوالے۔

5 ۔ اَلسَّلَا مُ عَلَیْكَ یَامُوْسَیَ الرِّ ضَا اَلرَّاضِیُ بِالْقَدْرِ وَالْقَضَاءِ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے آٹھویں امام موسٰیؑ رضا۔ اَے وہ مقدس ہستیؑ جو اللہ کے مقرر کردہ فیصلوں اور تقدیر پر ہمیشہ رضا مند رہی۔

6۔ وَالسَّلَا مُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُاللّٰهِ وَبَرَکَاتُه۔

سلام ہو آپؑ سب پر اور آپؑ پر اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی رہے۔

حکم نمبر 54۔ زیارتِ قائم آلِ محمدؐ امام العصر والزمان علیہ السلام

1۔ اَلسَّلَا مُ عَلَیْكَ یَاصَاحِبَ الْعَصْرِوَالزَّمَانِ ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے عہد حاضر اور ہر زمانہ کے مالک۔

2 ۔ اَلسَّلَا مُ عَلَیْكَ یَااِمَامَ الْاِنْسِ وَالْجَانِ ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے تمام انسانوں اور جنوں کے امام۔

3 ۔ اَلسَّلَا مُ عَلَیْكَ یَاشَرِیْكَ الْقُرْآنِ ۔

سلام ہو آپؑ پر اَے قرآن کے ساتھ رہنے والے۔

4 ۔ اَللّٰهمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ۔

اَے اللہ مجھے امامؑ زمانہ کے ناصروں میں داخل کردے۔

5۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه۔

سلام ہو آپؑ سب پر اور اللہ کی رحمت و برکت آپؑ پر نازل ہوتی رہے۔

چند وضاحتی بیانات

حکم نمبر 55 ۔ زیارتوں میں تین آئمہ علیہم السلام کو ترجیح کیوں ہے؟

محمد مصطفیٰؐ، علیؑ مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰؑ کی حاکمیت کو جس ترکیب سے مانا گیا ہے۔ وہ خلافت وحکومت الٰہیّہ کو مسمار کرنے کیلئے اختیار کی گئی تھی اور اسلام کے بنیادی واُصولی عقائد کو تہہ درتہہ مجتہدانہ تصورات واِستبداد کے پردوں میں چھپادیا گیا تھا۔ اور نتیجہ یہ تھا کہ تعلیماتِ قرآن واسلام کو مذہب جاہلیت سے بدل لیا گیا تھا۔صرف قرآن کے الفاظ اور اسلام کا نام باقی رہ گیا تھا (جامع الاخبار حدیث نمبر 7/998 ۔بحارالانوار (عربی) جلد 52۔بحارالانوار (اُردو) جلد 12) اُن لوگوں کی نمازیں اوراُن کا اختیارکردہ مذہب یزیدو ابن زیادوعمر سعد وشمر ایسے راہنما، حاکم اور امیرالمومنین پیدا کررہا تھا۔اُنکا خدا جابر وظالم وبےرحم وسفاک تھا جوسو فیصد گناہ گار کو جنت میں اورسو فیصد عابدوزاہدوپارسا کو جہنم میں پھینک سکتا تھا۔اُن کا قرآن اُن کے بزرگوں کی سمجھ اوراجماع کے ماتحت تھا ۔وہاں قاتل اور غارت گر بھی رضی اللہ عنہ تھے اور مقتول ومظلوم بھی رضی اللہ عنہ تھے۔ بہرحال امام حسین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کردیا کہ ایسے مذہبی حکمرانوں کی اطاعت ہرگز ہرگز جائزنہیں ہے ۔خواہ سارا خاندان ، تمام دوست و احباب تمام بچے اور مستورات تلوار کے گھاٹ اُتار دیئے جائیں۔اُنھوں نے اُس مذہب اوراُس مذہب

کے راہنماؤں اور سربراہوں کی نقاب اُتار لی اور دکھا دیا کہ اس اسلامی نقاب اور لیبل کے پیچھے شیاطین وطواغیت وعفاریت ونمارید وفراعنہ چھُپے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کو حقیقی بنیاد پر قائم کیا۔ انھوں نے نبوّتؑ و امامتؑ کے فاصلے کو دور کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے مخلوط انبوہ میں سے خبیث اور بدباطن کثرت کو الگ کر دیا اور اللہ کے اعلان کی تصدیق فرمادی۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورۂ آلِ عمران۔3/179) اور ثابت کر دیا کہ لاکھوں ایمان کے دعویداروں کی عظیم کثرت کو صرف کثرت کی بنا پر برسرِ حق سمجھنا نہ عقلی حیثیت سے صحیح ہے نہ اسلام وقرآن واحادیث کی رو سے صحیح ہے۔ نقاب ڈالے ہوئے یہ کثرت عہدِ رسولؐ سے مومن کہلاتی چلی آرہی تھی حالانکہ نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتی تھی نہ رسولؐ کو اُس کی صحیح حیثیت سے مانتی تھی۔ نہ وہ قرآن کو قرآن کی پوزیشن دیتی تھی۔ نہ اُس نے قرآن سے پہلی کتابوں کو کوئی مقام دیا تھا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ۔ (سورۂ النساء۔4/136) اُنہوں نے اپنا خود ساختہ اللہ اور رسولؐ مانا تھا۔ انہوں نے قرآن کو دانشورانِ قوم کے اجتہاد واجماع کے ماتحت رکھ دیا تھا۔ انہوں نے سابقہ تمام تعلیماتِ خداوندی اور تمام سابقہ انبیاءؑ ورسُل کو اپنے اجتہاد واجماع کے ڈنڈے سے ہانک کر راستے سے ہٹا دیا تھا۔ <u>رسولؐ اللہ نے سنبھلنے کا موقع دیا۔ علیؑ نے تجربہ کر لینے اور سمجھ لینے کیلئے تعاون کیا۔ حسنؑ نے چاہا کہ شجرہ باطل اپنے پورے برگ وبار سے لدجائے اور یہ سفینۂ باطل پوری طرح لبریز ہو جائے۔ لیکن امام حسینؑ نے اپنی قربانیوں کے جھٹکوں سے اُس ابلیسی ناؤ کو ڈبو دیا۔</u>

اس لئے ان کی زیارت واجب و لازم ہے کہ پوری اسکیم سامنے کھڑی رہے اور تین مرتبہ یہ زیارت، یہ سجدہ گاہ اور یہ سجدے تمہارے غم و غصہ کو تازہ رکھیں تمہارے خون کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ تمہیں باطل کے سامنے سر جھکانے اور غاصبوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر ملامت کریں۔ یہ حسینؑ ہی تھے جنھوں نے حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی نبوت و رسالت ثابت کی اُن کی نسل کو محفوظ رکھا۔ اسلام کو اس کا صحیح مقام دیا حسنِ مجتبیٰؑ اور علیؑ مرتضیٰ اور محمد مصطفیٰؐ کی صحیح پوزیشن واضح کی۔ ورنہ اجتہاد و اجماع نے تو ایک ایسا رسولؐ پیش کرنے کی کوشش کی تھی جو **معاذ اللہ** کبھی بھی پورے قرآن کا عالم نہ تھا جس کا کوئی حکم پوری قرآنی تعلیم کو مدنظر رکھ کر نہ دیا گیا تھا جو وحی کیلئے ایک ریڈیو سیٹ (set) کی طرح تھا۔ جو قرآنی علم میں ہمیشہ اُمت کے برابر رہتا گیا۔ اور تیئس (23) سال میں جب پورے قرآن کا علم مکمل ہوا تو دنیا سے رخصت ہو گیا۔ جس کا ذاتی حکم دانشورانِ قوم کیلئے ماننا واجب نہ تھا۔ جس کے احکام میں زعمائے قوم بار بار غلطیاں ثابت کرتے رہے۔ جو وحی کی تلاوت کے علاوہ ہر قول و فعل میں غلطی کر سکتا تھا۔ جو خاندانی اقتدار کی محبت میں مبتلا رہتا چلا گیا۔ جس پر جذبات و انسانی میلانات غالب آجاتے تھے۔ جس کو اللہ کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے روکنے کے لئے صحابہ کو سختی سے کام لینا پڑتا رہا ہے۔ قرآن اُن کے نزدیک ایک ایسی کتاب تھی جو تمام انسانی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر تھی۔ جس میں ایسی عبارتیں ہیں جن کے کئی کئی معنی کئے جا سکتے ہیں۔ جس کے بیان مشتبہ اور مشکوک بھی ہیں جس کے احکام کو قومی و ملکی مصلحتوں کے ماتحت بدلا جا سکتا ہے۔

بتایئے! ایسا رسول اور ایسا قرآن وہ رسولؐ اور وہ قرآن کیسے ہو سکتا تھا جو

امام حسینؑ نے اُمت کو دیا؟ جو پوری کائنات کے ذرہ ذرہ سے واقف ہوں جو قیامت اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں اور ساری مخلوق پر گزرنے والے حالات پر مطلع ہوں اور یہ کائنات جن کے اشاروں پر ناچتی ہو۔ جو سر سے پیر تک اور افتتاح سے سورہ والناس تک مجسم نور ہوں جن کے قول و فعل و تصورات میں غلطی کا امکان ہی نہ ہو۔ جو روز ازل سے مجسم قرآن ہوں ۔اگر حسینؑ درمیان میں نہ ہوتے تو آج شیاطین کا دوردورہ ہوتا۔انھوں نے ازسرنو لاالٰہَ اِلَّا اللہ کی بنیاد رکھی تھی۔خود قربان ہوکر اسلام کو زندہ کیا تھا اور اسلام کو قتل کرنے والوں کے منہ سے نقاب اُتار لی تھی۔ اس لئے ان کی زیارت پڑھنا اللہ ،رسولؐ ،علیؑ ، فاطمہؑ اور سلسلہ نبوتؐ و رسالتؐ وامامت کو سامنے لاکر کھڑا کر دیتا ہے۔اور سب کی جگہ تنہا کافی ہے۔

2۔کربلا کے بعد پھر یزید کی جانشین حکومتوں نے اسلام کی تعلیمات پر گردوغبار اُڑانا شروع کیا۔حکمرانوں کے افعال واعمال وعقائد کی تائید میں ایک خود ساختہ تاریخ ، حدیث وتفسیر لکھی جانے لگی ۔شیاطین وطواغیت کے کارناموں کی تاویلیں پبلک میں پھیلانا شروع کی گئیں۔امام حسین علیہ السلام کے بعد والے آئمہ علیہم السلام کی پالیسی میں حکومت سے سیدھی ٹکر لینا نہ تھا۔لہٰذا نظام باطل کو توڑنے کیلئے تحریک تشیع نے زیرزمین (UNDER GROUND) کام شروع کیا۔

وہ امامؑ جسے خلافت نے اپنا داماد بنایا اور ولی عہد مقرر کیا اور وہ تمام حقوق و جائیداد واپس کردیئے جو غصب کر لئے گئے تھے۔حضرت امام رضا علیہ السلام ہیں اس انقلاب کو یادرکھنے کے لئے ان کی زیارت لازم ہے۔انھوں نے ایسا ماحول پیدا کیا کہ سرکاری طور پر بلاکسی تصادم کے یہ مان لیا کہ نبوتؐ کے بعد بلا فاصلہ امامت کو

حکومت کا حق حاصل تھا۔وہ پہلے امامؑ ہیں جو عربی معاشرے سے باہر نکلے اور ملک ایران میں انقلابی اسپرٹ پیدا کردی اوران کے بعد ایران نے جو ذمہ داریاں سنبھالیں وہ آج تک نمایاں اور جاری ہیں۔یعنی امام رضا علیہ السلام نے تمام غیرعرب اقوام کو باطل کے خلاف منظّم جدوجہد کرنے پر لگا دیا۔اوررفتہ رفتہ وہ وقت آ گیا کہ ایران کے پڑوسی حکمرانوں نے یزید کی جانشین حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ایسی نہایت اہم وجوہات کو سمجھنے اور یاد کرنے اوراُن پرعمل کرنے پر متوجہ کرنے کیلئے امام رضاعلیہ السلام کی زیارت ضروری ہے۔

3۔تیسری زیارت اس انقلاب کو یاد کرنے کے لئے ہے جو غیبتِ امامِ دوازدھم کا سبب ہوا۔جب شیعہ دانشورانِ قوم نے نظام باطل کے اصولِ دین کو اپنے یہاں رائج کرنے کی ابتدا کی۔ جب وہ غاصب حکومت کے اقتدار میں شریک ہوگئے۔جب اُنھوں نے قومی حکومت کی نوکری اختیار کر لی اوروظائف وتنخواہ و جائیداد کے بدلے شیعوں کی انقلابی ذہنیت اورجدوجہد کوٹھنڈا کرنے کی پالیسی اختیار کی۔جب اُنھوں نے مخالفینِ اسلام کی طرح نبوتؐ وامامتؑ کی جگہ بیٹھ کرشریعتِ اسلام کی باگ ڈورسنبھال کرمعصومؑ قیادت کی جگہ خاطی قیادت کو جاری کیا۔اورامام آخر الزمانؑ نے اُن کے اوراُن کے سرپرستوں کے خلاف نظامِ غیبت کوانتہائی درجہ تک پہنچانے کا اعلان کردیا۔اوردنیا کوایک نقطہ پرجمع کرنے اورعقلِ انسانی کومعراج کمال پر لیجانے کا اہتمام فرمایا۔اورمسلمانوں کوعموماً اُن کے حال پرچھوڑ دیا تاکہ اُنھیں اُن کا خودساختہ مذہب اور یہ ناقص عبادتیں تنزّل کے غار میں دھکیل دیں اوراُن کا خودساختہ اسلام کُفر سے پِٹتا جائے۔اوراُنہیں تمام اقوام عالم کامحتاج وزیر

نگیں بنا دے۔ اور ملّت شیعہ چونکے اور سوچے کہ اُنہیں امامِ زمانہ سے کیوں الگ کیا گیا؟ کیوں انتشار وافتراق واختلاف کو مذہبی حیثیت دی گئی؟ یعنی کیوں ایک معصومؑ مرکز کو چھوڑ کر ہر خاطی اَعۡلَمۡ کی ٹولیوں میں تقسیم رہنا اور مختلف اقوال واعمال کی تقلید کرنا واجب قرار دیا گیا؟ الغرض آج (1975ء) کی سرکاری خبروں کے مطابق پاکستان میں بیس فیصد شیعہ ہیں اور کل کی سرکاری اطلاع کے مطابق پاکستان میں سات کروڑ انسان آباد ہیں یعنی یہاں شیعوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ (15000000) ہے (اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں)۔ اب اگر عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بُدھشٹ الغرض تمام غیر مُسلموں کو الگ رکھ کر دیکھا جائے تو غیر شیعہ مسلمانوں میں:۔

(1) حنفی۔ (2) حنبلی۔ (3) مالکی۔ (4) شافعی۔ (5) اہلحدیث۔ (6) بریلوی۔ (7) اور پرویزی بھی شامل ہیں۔ اور جب مسلمانوں کی باقی ماندہ تعداد کو ان سات حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا تو شیعہ بڑے سے بڑے فرقہ کے برابر نکلیں گے۔ مگر آج صرف ان کو ہی اقلیت کہا جاتا ہے۔ ان پر رحم وکرم کرنے کے وعدے کئے جاتے ہیں اس لئے اور صرف اس لئے کہ اُن کے یہاں مُنتشر رہنا اور متحد نہ ہونا اُن کے خاطی راہنماؤں نے عملاً واجب کر دیا ہے۔ اس لئے اُن کی یہاں مُلک میں سینکڑوں انجمنیں ہیں۔ کوئی روزنامہ نہیں۔ کوئی قابل ذکر وفکر ہفتہ وار، یا ماہنامہ نہیں۔ ان کے لیڈر کل تک سابقہ حکومت کے تنخواہ دار تھے اور اب اگلی حکومت کے ہاتھوں اپنی وفاداری کا سودا کر رہے ہیں۔ اگر شیعہ حضرات فی کس ایک پائی روزانہ ایک مرکز کو دیتے خواہ وہ مرکز خاطی ہی ہوتا تو ڈیڑھ لاکھ (150000) روپیہ روزانہ

اور پینتالیس لاکھ روپیہ ماہانہ قومی بہبود کیلئے موجود رہتا۔ روزنامے و ماہنامے دنیا بھر میں اس قوم کا وقار اور حقیقی پوزیشن قائم کرتے اور اُنھیں بھیک مانگنے اور رحم و کرم کے سہارے نہ رہنا پڑتا۔ یہ حادثہ تیسری زیارت سے وابستہ رہا ہے۔ **لہٰذا جاگو اور وہ نشہ آور گولیاں کھانا چھوڑ دو جو نظامِ اجتہاد کی فیکٹری میں بنتی ہیں** اور تمہارے مقدس راہنما تمہیں دن رات کھلاتے ہیں۔ دینی اور حقیقی اور معصومؑ مرکز اختیار کرنا پسند نہیں تو کم از کم اپنے بڑے بڑے اور غیر ملکی مرکزوں سے کہو کہ وہ آپس میں گفت وشنید کے بعد اعلان کریں کہ وہ سب فلاں اَعْلَمْ کے ماتحت رہیں گے اور اس کی بے چوں چرا تقلید کریں گے تاکہ تمام شیعوں میں اتحاد ہو سکے۔ یہ تیسری زیارت معصومؑ مرکزیت قائم کرنے کی دعوت دیتی ہے اس لئے لازم و واجب ہے۔

حکم نمبر 56۔ سورہ فاتحہ کو تسبیحات اربعہ پر ترجیح کیوں؟

ہم نے تسبیحات اربعہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) پر سورہ فاتحہ کی قرأت کو نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اسلئے ترجیح دی ہے کہ:۔

(1) جو کچھ تسبیحات اربعہ ہے وہ سب ہی نہیں بلکہ جو کچھ پُورے قرآن میں ہے وہ بھی سورۂ فاتحہ میں موجود ہے۔

(2) سورہ فاتحہ کی اہمیت یہ ہے کہ اگر کسی نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے اور سارا باقی قرآن پڑھ دیا جائے تو وہ نماز باطل ہے۔

(3) سورۂ فاتحہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ وہ حضرات ہیں جنکے راستے پر چلنے کی تمنائیں تمام انبیاءؑ و رسلؑ نے کیں، سورۂ فاتحہ میں جس راستہ کی طرف ہدایت کی دُعا سکھائی اور واجب کی

گئی ہے۔ وہ راستہ ایسے لوگوں کا نہیں جن سے کسی وقت بھی اور کسی مقدار میں بھی غلطی ہوئی ہو اور جن پر کبھی اور کسی حال میں بھی اللہ خفا ہوا ہو۔ اور وہ حضرات صرف چہاردہ معصومؑ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔

(4) قرآن کریم کا افتتاح بلا سورہ فاتحہ نہیں ہو سکتا اور؛

(5) قرآن کریم سمٹ کر سُورۂ فاتحہ میں اور سُورۂ فاتحہ سمٹ کر بِسْمِ اللّٰہ میں اور بِسْمِ اللّٰہ سمٹ کر بِسْمِ اللّٰہ کی ''ب'' میں سما جاتی ہے اور یہ ''ب'' اس نقطہ میں داخل ہے جس کا دُوسرا نام علیؑ ہے جو مجسم ''صراط مستقیم'' ہے جسے قرآن ناطق کہا اور مانا گیا۔ اور جسے نماز و اذان سے نکالنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور خود شیعوں کے ایک گروہ نے بھی لگایا۔ لہٰذا ہم علیؑ اور اُن کے متعلقات کو ہر حال میں اور ہر جگہ ترجیح دینا واجب سمجھتے ہیں۔

حکم نمبر 57 ۔ علیؑ اور سورۂ فاتحہ کو ملی جُلی ترجیح

اگر کبھی ایسی شرعی ضرورت سامنے ہو جو قیام نماز و ولایتؑ کے لئے اہمیت رکھتی ہو تو آپ نماز کو مختصر کرنے کیلئے دوسری سورہ، دُعائے قنوت اور تشہد میں اوّلین دونوں شہادتیں چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر سورۂ فاتحہ اور علیؑ کو ترک نہ کریں، اس لئے کہ جس طرح سورۂ فاتحہ میں باقی سب کچھ ہے اُسی طرح ولی اللہ کہنے سے اللہ کا مقام واضح ہو جائے گا۔ وصی رسولؐ اللہ کہنے سے اللہ اور رسوؐل کا مقام پھر سامنے آ جائیگا۔ یہ جامعیت پہلی دونوں شہادتوں میں الگ الگ موجود نہیں ہے۔

حکم نمبر 58۔ وضو اور نماز میں عورتوں، مردوں کا فرق

عورتوں اور مردوں میں فطری فرق کے سوا کوئی اور فرق نہیں ہے۔ اور اس

فرق کا شریعت میں باقاعدہ خیال رکھا گیا ہے۔لیکن نماز میں اُن کے ہاتھ سینے اور چھاتیوں پر بندھوانا تقیہ میں دیا ہوا حکم تھا۔وہ بھی ایک محدود دائرہ میں رہتا رہا۔ تمام شیعہ مستورات سے کبھی بھی نماز میں ہاتھ نہیں بندھوائے گئے۔اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے گھروں کی چاردیواریوں میں اُن کے اہل حرم اور خواتین کے ہاتھ باندھنے پر کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ملّت شیعہ کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے اور حکومتوں کے جاسوسی نظام کو بے اثر کرنے کیلئے عام اور جاہل شیعہ عورتوں کو عموماً اسی سابقہ حال پر رکھا جاتا رہا جو حکومتوں اور اُن کے مذہب میں عورتوں کا تھا تاکہ مستورات کے بھولے پن سے دُشمن فائدہ نہ اُٹھائیں۔لیکن جیسے ہی تحریک تشیُّع نے اپنے حقوق بزور حاصل کئے تو صحیح احکام پر آزادی سے عمل ہونے لگا۔لیکن وہ علماء جو حکومتوں سے وظائف اور تنخواہ اور جاگیریں پاتے تھے۔وہ نماز کو بھی حکومتوں کے مذہب کے رنگ میں رنگنا چاہتے تھے۔لہٰذا انہوں نے اذان اور نماز سے اعلانِ امامتؑ وولاؑیت کو خارج کرنے کی کوشش آج تک برابر جاری رکھی ہے۔آج تو اُن کی زبان پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔لیکن اُن کی کتابوں میں علی علیہ السلام نہ کلمہ کا جز ہے نہ اذان کا جز ہے نہ نماز میں داخل ہے۔بلکہ وہ اذان ونماز میں علی علیہ السلام کو ولی کہنے والوں پر لعنت بھیجتے اور کتابوں میں لکھتے رہے ہیں اور ایسی اذان ونماز کو باطل کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔لیکن ملّت شیعہ نے ان کے کتابی فتاویٰ کی پرواہ کئے بغیر اپنے مذہب پر عمل جاری رکھا ہے۔وہ لوگ زنجیر وقمہ اور چُھری کے ماتم کو بھی حرام کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔اور شیعہ مومنین دھڑادھڑ یہ ماتم سرِ بازار کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تمام دانشمند شیعہ خاندانوں میں مستورات ہاتھوں کو کھول کر نماز پڑھتی چلی آئی ہیں۔ایران وعراق میں شیعہ مستورات بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتی ہیں بہرحال

ہماری بیان کردہ نماز میں عورت و مرد کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ مستورات اپنے زنانہ حالات کی بنا پر خود اپنی سہولت سے نماز ادا کرنے میں بیٹھنے اُٹھنے اور سجدہ کی صورت میں تبدیلی کر کے آرام سے نماز پڑھیں۔ مگر ہاتھ ہرگز نہ باندھیں ورنہ نماز باطل ہے۔ حمل کے زمانہ میں اگر دقت ہو تو قیام میں بیماروں والی رعایت اُن کے لئے موجود ہے۔ بیٹھنے میں پھیل کر بیٹھ سکتی ہیں۔ سجدہ گاہ کو اُونچا کر سکتی ہیں۔ لیٹ کر نماز پڑھ سکتی ہیں اُن کیلئے بھی اللہ و معصومینؑ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا ہے جو اُنکی طاقت، حالت اور حیثیت کے خلاف ہو۔ عورتیں اپنے گھروں میں اپنے بچوں، شوہروں اور ماں باپ کے سامنے روزانہ کے عام لباس میں بلا تکلف نماز پڑھیں۔ کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔ وہ سب مل کر جماعت کی نماز بھی گھر میں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز جمعہ و جماعت کے دیگر احکام اگر مومنین تقاضہ کریں گے تو پیش کر دیئے جائیں گے۔ ہم آپ کے اعمال و رسوم سے مطمئن ہیں۔ ان مختصر بیانات و احکام میں جہاں کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے یا کوئی سوال اُبھرے یا کوئی اعتراض پیدا ہو بذریعہ خط و کتابت یا ذاتی ملاقات سے وضاحت طلب فرمائیں۔ فوراً اطمینان بخش جواب دیا جائے گا۔

معاہدہ نصرت برائے حضرت حجةؑ

(1) اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُجَدِّدُلَهٗ فِیۡ هٰذَا الۡیَوۡمِ وَفِیۡ كُلِّ یَوۡمٍ عَهۡدًا وَّ عَقۡدًا وَّ بَیۡعَةً فِیۡ رَقَبَتِیۡ۔ (2)اَللّٰهُمَّ كَمَا شَرَّفۡتَنِیۡ بِهٰذِهِ التَّشۡرِیۡفِ وَفَضَّلۡتَنِیۡ بِهٰذِهِ الۡفَضِیۡلَةِ وَخَصَّصۡتَنِیۡ بِهٰذِهِ النِّعۡمَةِ فَصَلِّ عَلٰی مَوۡلَایَ وَ سَیِّدِیۡ صَاحِبِؑ الزَّمَانِ وَ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ اَنۡصَارِهٖ وَ اَشۡیَاعِهٖ وَ الذَّابِّیۡنَ عَنۡهُ وَاجۡعَلۡنِی مِنَ الۡمُسۡتَشۡهَدِیۡنَ بَیۡنَ یَدَیۡهِ طَائِعًا غَیۡرَ مُكۡرَهٍ فِی الصَّفِّ الَّذِیۡ نَعَتَّ فِیۡ

کِتَابِکَ فَقُلْتَ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَرْصُوْصٌ عَلٰی طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ وَ اٰلِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامَ ۔ (3)اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْعَۃٌ لَہٗ فِیْ عُنُقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۔(4) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّ دُلَہٗ فِیْ صَبِیْحَۃِ یَومِیْ ھٰذَا وَمَاعِشْتُ مِنْ اَیَّامِیْ عَھْدًا وَّ عَقْدًا وَّ بَیْعَۃً لَہٗ فِیْ عُنُقِیْ لَا اَحُوْلُ عَنْھاَ وَلَا اَزُوْلُ اَبَدًا ۔(5)اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ وَ اَعْوَانِہٖ وَالذَّابِّیْنَ عَنْہُ وَالْمُسَارِعِیْنَ اِلَیْہِ فِیْ قَضَآءِ حَوَائِجِہٖ وَالْمُتَمَثِّلِیْنَ لِاَوَامِرِہٖ وَالْمُحَامِیْنَ عَنْہُ وَالسَّابِقِیْنَ اِلٰی اِرَادَتِہٖ ۔(6)اَللّٰھُمَّ اِنْ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہُ الْمَوْتُ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ عَلٰی عِبَادِکَ حَتماً مُقْتَضِیًّا فَاَخْرِجْنِیْ مِنْ قَبْرِیْ مُؤْ تَزِرًا کَفَنِیْ شَاھِراً سَیْفِیْ مُجَرِّدًا قَنَاتِیْ مُلَبِّیًا دَعْوَۃَالدَّاعِیْ فِی الْحَاضِرِ وَالْبَادِیْ ۔(7)اَللّٰھُمَّ اَرِنِیْ اَلطَّلْعَۃَ الرَّشِیْدَۃَ وَالْغُرَّۃَ الْحَمِیْدَۃَ وَاکْحُلْ نَاظِرِی بِنَظْرَۃٍ مِنِّیْ اِلَیْہِ وَ عَجِّلْ فَرَجَہٗ وَسَھِّلْ مَخْرَجَہٗ وَاَوْسِعْ مَنْھَجَہٗ وَاسْئَلُکَ رَبِّیْ مُحَجَّتَہٗ وَانْفِذْ اَمْرَہٗ وَاَشْدُدْ اَزْرَہٗ وَاعْمُرْ بِہٖ بِلَادِکَ وَاَحْیِ بِہٖ عِبَادِکَ ۔

(آمین بحقِ معصومینؑ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ ۔

ترجمہ معاہدہ نصرت

(1) یا اللہ حقیقت یہ ہے کہ میں آج بھی (قائمؑ آلِ محمدؐ) کے لئے ہر روز کی طرح اپنے اُس معاہدہ کی اوراُن کے ہاتھ خود کو فروخت کر دینے کے بندھن کی تجدید کر رہا ہوں جس کی تعمیل کی ذمہ داری میری گردن میں لٹک رہی ہے۔(2) چنانچہ اَے اللہ جس طرح تو نے مجھے اُس عہد و پیمان اور بیعت ایسی شرافت سے مشرف کیا ہے۔ اوراس

عظیم الشان بزرگی تک پہنچایا ہے۔اور اپنی ایسی نعمت عظمیٰ کیلئے مخصوص فرمایا ہے۔اسی طرح میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مولاؑ میرے حکمرانؑ اور مالک زمانہؑ پر دُرود و سلامتی جاری رکھ اور تو مجھے اُنؑ کی نصرت کرنے والوں میں، اُنؑ کے مشن کی اشاعت کرنے والوں میں اور اُنؑ کا دفاع کرنے والوں میں سے بنادے۔اور مجھے آزادانہ اور دل کی پُوری رضامندی کے ساتھ آنخضرتؑ کے حضور حاضر رہنے والوں میں سے بنادے تاکہ میں بھی اُن لوگوں کی صف میں شمار ہو جاؤں جس کی مدح کرتے ہوئے تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی صف تو گویا سیسہ پلائی ہوئی بُنیادوں پر اطاعتِ خدا اور رسولؐ و آلِ رسولؐ کیلئے اُستوار کی گئی ہے۔(3) اَے اللہ چونکہ مجھ پر آنخضرؑت کی بیعت کی ذمہ داری قیامت تک عائد ہے۔(4) اسلئے آج بھی علی الصباح گزرے ہوئے دِنوں کی ہر صبح کی طرح اپنے اُس عہدو پیمان اور بیعت کی پھر تجدید کرتا ہوں جسکی تعمیل میرے ذمہ ہے۔میں اس ذمہ داری سے قیامت تک منہ نہ موڑوں گا اور نہ ہی کبھی اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں میرے قدموں میں لغزش آئیگی۔(5) اسلئے اَے اللہ مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے تو مجھے اُنؑ کی نصرت کرنے والوں میں اور اُنؑ کے معین و مددگاروں میں اور اُنؑ کے دشمنوں سے اُنؑ کا دفاع کرنے والوں میں اور اُنؑ کی طرف تیزی سے بڑھنے والوں میں اور اُنؑ کی ضروریات پوری کرنے والوں میں اور اُنؑ کے احکام کی مستند تعمیل کرنے والوں میں اور اُنؑ کی طرف سے وکالت کرنے والوں اور اُنؑ سے عقیدت رکھنے والے درجہ اوّل کے لوگوں میں سے بنادے۔(6) اور اَے اللہ اگر میرے اور آنخضرؑت کے درمیان وہ موت رکاوٹ بن کر حائل ہو جائے جسے تو نے اپنے بندوں کیلئے حتمی اور معمول کے مطابق

ایک لازمی فیصلہ قرار دے رکھا ہے۔تب اَے اللہ مجھے میری قبر سے اس طرح اُٹھانا کہ میں کفن کو جنگ کیلئے سنوارے ہوئے اور اپنی تلوار بلند کئے ہوئے اپنے نیزہ کی اَنی برہنہ کئے ہوئے لبیک لبیک کہتا ہوا حضورؑ کی دعوت پر تمام نزدیک و دُور کے انصار کے ساتھ حاضر ہو جاؤں۔(7) اَے اللہ میرے دیدہ نگراں میں ایسا سُرمہ لگا دے کہ میری پُر امید نظریں اُنھیں دیکھنے کی تاب لائیں۔اور مجھے اُنکے ہدایت آفریں رُخ انور کی اور مدح نواز چہرۂ زیبا کی زیارت سے بہرہ اندوزی کا موقع دے۔اُنؑ کی طرف سے نوازشات کو جلد سے جلد ظاہر فرما دے۔اُنؑ کی تشریف براری ہم پر آسان کر دے اُنؑ کے طریقہ کی وسعتوں میں اضافہ فرما کر ہمیں بھی اُن میں شامل کر لے۔ اور اَے میرے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اُنؑ کے مقام حجت کو اور اُنؑ کے نظام کو برسرِ عام جاری فرما دے۔اُنؑ کو مضبوط پشت پناہی عطا فرما دے اور اپنی دُنیا کو اُنؑ کے ہاتھوں تعمیر ہونے اور اپنے بندوں کو زندگی عطا کرنے میں مدد کر۔

(آمین بحق معصومؑین)

(اَللّٰھم صَلی عَلٰی مُحَمَّد واٰلِ محمدؐ وَّ عَجِّلْ فَرَجھُمْ)

مذکورہ معاہدہ مفاتیح الجنان اور حدیث کی کتابوں میں زیارات کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے اور اس میں سکھایا ہوا معصومؑ بیان خود بتاتا ہے کہ:۔

ہر شخص کو جو نظام اھلبیت علیھم السلام پر ایمان لانے کا مدعی ہو، واجب ہے کہ حضرت حجة علیه السلا کے سامنے خود کو ہر لمحہ ذمہ دار سمجھے اور روزانہ اس معاہدہ کی تجدید کرتا اور اس میں مذکورہ ذمہ داریوں کو بجا لاتا رہے۔تاکہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سرکار زمانہ علیه السلام کے نظام کو قائم کرنے میں اُنؑ کی نصرت

کیلئے ہر وقت تیار رہے اور اہل باطل اس جماعت کے وجود وقوت وہم آہنگی سے خوفزدہ رہیں اور حقوق العباد کو ادا کریں۔لیکن افسوس کہ وہاں تو زیارات کا ترجمہ بھی کرنا چھوڑ دیا گیا۔نماز کے سمجھ کر پڑھنے کا تقاضہ بھی بند کر دیا گیا۔یعنی ملت شیعہ کو اُٹھا کر ملت طاغوتی میں مُدغم کر کے گُم کر دیا گیا۔تا کہ ان کی انقلابی اسپرٹ فنا ہو کر رہ جائے۔وہ روزانہ شھدائے کربلا علیھم السلام کی خون آلود مٹی یعنی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے ہیں۔لیکن نہ دل میں کوئی جوش پیدا ہوتا ہے نہ خون میں گرمی آتی ہے۔نہ یزیدی نظام کے خلاف کوئی جذبہ اُبھرتا ہے۔وہ زیارات پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں لہٰذا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

سُنو! ہمیں تو روزانہ حضرت فاطمة الزهراء عليها السلام سے بھی یہ معاہدہ کرنا ہے اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے۔

حسینؑ کی ماںؑ اور رسولؐ کی بیٹیؑ کے حضور اقرار کریں

اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يَارَيْحَانَةَ سَيِّدِالْوَصِيِّيْنَ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يَااُمَّ الْاَئِمَّةِ ۔اُشْهِدُاللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاَنْبِيَائَهُ وَرُسُلَهُ وَ اِيَّاكِ اَنِّىْ وَلِيٌّ لِمَنْ وَالَاكِ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاكِ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكِ اَنَا يَا مَوْلَاتِىْ بِكِ وَ بِاَبِيْكِ وَبعْلِكِ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِكِ مُوْقِنٌ وَبِوَلَا يَتِهِمْ مُؤْمِنٌ وَلِطَاعَتِهِمْ مُلْتَزِمٌ وَ اَشْهَدُ اَنَّ الدِّيْنَ دِيْنُهُمْ وَالْحُكْمُ حُكْمُهُمْ وَ اَنِّىْ رَاضٍ عَمَّنْ رَضِيْتِ عَنْهُ سَخِطٌ عَلٰى مَنْ سَخِطْتِّ مُتَبَرِّءٌ مِمَّنْ تَبَرَّئَتِ مِنْهُ مُبْغِضٌ لِمَنْ اَبْغَضْتِ اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى اَرْوَاحِكُمْ وَ اَجْسَادِكُمْ وَ اَجْسَامِكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ترجمہ:۔ میرا سلام ہو آپؑ پر اَے رسولؐ اللہ کی بیٹی سلام ہو آپؑ پر اَے تمام اوصیاؑء کے سردار اور تمام مومنین کے حاکم کی راحت وقوت ۔سلام ہو آپؑ پر اَے آئمہؑ کی والدہؑ۔ میں اللہ اور ملائکہ اور انبیاءؑ اور رسولوںؑ کو اور آپؑ کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ یقیناً میں بھی اُن سب کا ذمہ دار ہوں جن کی آپؑ ذمہ دار ہیں اور یہ کہ میں اُن سب کا دشمن ہوں جن کی آپؑ دشمن ہیں۔ اور یہ کہ میں اُن سب سے برسر پیکار ہوں جنہوں نے آپؑ کے خاندان سے جنگ کی تھی۔ اَے میری مالکؑ میں آپؑ پر اور آپؑ کے والدؑ پر اور آپؑ کے شوہرؑ پر اور آپؑ کی اولاؑد کے تمام اماموںؑ پر یقین رکھتا ہوں اور اُنؑ کی حاکمیت اور ولایت پر ایمان لایا ہوں۔ اور اُنؑ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حقیقی دین وہی ہے جو آپؑ کا اور اُنؑ کا دین ہے۔ اور حقیقی حکمرانی وہی ہے جو آپؑ کو اور اُنؑ کو اللہ نے دی ہے۔ اور یہ کہ میں اُن سب سے راضی ہوں جن سے آپؑ خوش رہیں اور میں اُن سب پر غضبناک ہوں جن پر آپؑ غصہ ہوئیں اور میں ان سے علیحدہ رہتا ہوں جن سے آپؑ نے برأت کی اور میں اُن سے بغض رکھتا ہوں جن سے آپؑ کو بغض تھا۔ میرا سلام ہو آپؑ سب پر اور آپؑ کے ارواح پر اور آپؑ کے جسموں پر۔ اور آپؑ کے نورانی جسموں پر اللہ رحمتوں اور برکتوں کا نزول جاری رکھے۔''

حدیثِ کساء

افتتاحیہ من جانب، شرافت مآب سیادت انتساب
الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی مجتہد
ایم ایس سی فاضل جامع ازھر و قم

انسانوں میں مذہب کی طرف سے بے توجہی، لاپرواہی اور نفرت کا روزانہ بڑھتے جانا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جسکا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تمام مذاہب کے علما کی زبان و قلم سے یہ شکایت مختلف الفاظ اور عنوانات کیساتھ بیان کی جاتی رہی ہے اس انسانی رجحان کو روکنے کیلئے علمائے مذاہب نے طرح طرح کے اقدامات کیے ہیں۔ بعض نے اپنے مذہب میں مصنوعی خوشنمائی کا اضافہ کیا۔ بعض نے مذہب کو اقتصادیات اور معاشرے کی پوجا کے تانے بانے سے آراستہ کیا۔ بعض نے عقائد و عبادات میں حسب دل خواہ ترمیمات کیں۔ بعض جدید مذاہب نے عبادات و احکامات کو اختیاری اورانفرادی قرار دیکر صرف محبت سے رہنے سہنے کو مذہب قرار دے دیا۔ لیکن افسوس کہ یہ اور اس قسم کے تمام اقدامات ناکام ثابت ہوتے چلے گئے اور انسان روز بروز مذہب سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور اس رجحان میں روزافزوں ترقی کی جارہی ہے۔

2۔ ہم بھی انسان ہیں۔ اسلئے انسانی رجحانات و ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اس معاملے میں عوام الناس کو قصوروار نہیں کہتے، بلکہ خود کو مجرم گردانتے ہیں۔ اسلئے کہ جب ایک انسان یہ دیکھتا ہے کہ اس کا مذہب روزمرہ پیش آنیوالی دقتوں میں کہیں پھر کام نہیں آتا زندگی کے کسی موڑ پر اسکی رہنمائی نہیں کرتا۔ یہی نہیں بلکہ وہ دیکھتا ہے کہ اسکے گاڑھے پسینہ کی کمائی مذہب کے نام پر اس سے چھین لی جاتی ہے اور اسکے قیمتی وقت کو مذہبی عبادات پر

صرف کرنے اور زندگی کے چیختے ہوئے تقاضوں کو نظر انداز کر دینے پر اصرار کیا جاتا ہے۔ عمل نہ کرنے پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔ گویا اسے کمزور تر و غریب تر کرنے کا دوہرا دوہرا، انتظام موجود ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ پکے اور پابندی سے عبادت کرنے والے بھی اسے قربت خداوندی کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ کوئی ایسی نعمت یا قوت نہیں دکھا سکتے جو اسے عبادت کرنے پر ابھارے ایسے عالم میں اگر وہ اپنے مذہب سے لاپرواہی نہ کرے اور اس مذہب پر اصرار کرنے والوں سے متنفر نہ ہو جائے تو کیا کرے؟ چنانچہ بعض لوگوں نے کھلم کھلا ان مصنوعی مذاہب سے انکار کر دیا اور بعض اپنے ماحول سے خوفزدہ رہ کر بادل نخواستہ مذہب کے پوستین پہنے نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ان کے مذہبی اعمال کا اثر مرتب نہیں ہو سکتا اور پنج وقتہ نمازی ہونے کے باوجود قربت خداوندی سے ہمیشہ محروم رہیں گے۔

3۔ علمائے مذاہب کے کرنے کا کام یہ تھا کہ وہ خداداد مذہبی اصول و فروع کو بحال رکھتے ہوئے اپنی علمی قدرت سے دین کو اسطرح پیش کرتے کہ متعلقین اس پر عمل کئے بغیر ہمیشہ نقصان اور خسارے میں رہتے۔ جب انسان عملاً تجربہ کرتا کہ دونوں جہانوں میں سہولت اور کامیابی حاصل کرنا صرف اور صرف تعمیل احکامات خداوندی میں ہے۔ تو وہ عبادات و احکامات سے مانوس ہوتا۔ دین اسکی روزانہ کی زندگی میں مدد و معاون بنتا۔ اسکے برعکس یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ عبادات و احکامات خواہ سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں تعمیل بہر حال ضروری ہے۔

4۔ عبادات کے معاملے میں مسلمان تمام دیگر مذاہب سے زیادہ پابند ہیں۔ لیکن یہاں بھی آپ کو اتفاق ہی سے کوئی مسلمان ملے گا جو نماز کے اغراض و مقاصد اور شرائط کو سمجھ کر نماز بجالاتا ہو، یا جو کچھ وہ نماز میں پڑھتا ہے۔ اسکے معانی و مفاہیم کو سمجھتا ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس ناسمجھی بوجھی نماز پڑھنے والوں سے انکا حلقہ احباب اور عزیز و اقارب حتیٰ کہ انکے علماء بالکل مطمئن اور خوش ہو جاتے ہیں اور اس قسم کے نمازی بنانے اور پیدا کرنے کیلئے منظّم

جماعتیں برسرکار پیکار ہیں۔ گورنمنٹ کے عطیات اور غرباء کا سرمایہ اس قسم کی دینی خدمت پر صرف کرنے میں جہاد کے برابر ثواب سمجھا جاتا ہے اور مسٹر و مولانا میں مقابلہ رہتا ہے۔
اب ذرا یہ دیکھئے کہ تمام مسلمان علماء نا سمجھی اور بلا معنی نماز کے لئے انتہائی تاکید کر کے تھکے جاتے ہیں تارک الصلوٰۃ کی سزاؤں کی بھیانک تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ پابندی پر مسرت واطمینان کا اظہار ہوتا ہے۔ متعلقین میں عزت و وقار حاصل ہوتا ہے اور کم از کم صاف ستھرا رہنے میں مدد بھی ملتی ہے۔ ان سب کے باوجود نماز کی طرف سے بے توجہی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس معاملہ میں کم وبیش مسلمانوں کے تمام فرقوں کی حالت یکساں طور پر زوال پذیر ہے۔
5۔ اس کے بعد ان ہی مسلمانوں کی ایک عبادت کو دیکھئے۔ جس میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کمال یہ ہے۔ کہ اس عبادت کے بجالانے کی تاکید و تائید تو کجا اس کو روکنے اور خلاف فطرت اور شرعاً حرام قرار دینے کیلئے انفرادی واجتماعی اور منظّم کوششیں جاری رہتی چلی آئی ہیں یہ عبادت ہے۔ عزاداری سیدّ الشہدؑ اور اہل حرم علیہم السلام پھر یہ دیکھئے کہ اس عبادت میں صرف وقت ہی خرچ نہیں ہوتا۔ بلکہ جان و مال قربان کرنا پڑتا ہے۔ اس میں دشمنان آل محمدؐ سے ٹکر لینے کیلئے خون کو گرم رکھنا پڑتا ہے۔ اپنے گوشت کی بوٹیاں قیمہ کی شکل میں بکھیرنے کیلئے اپنے ہاتھ سے مسکرا مسکرا کر چھریاں تیز کرنا پڑتی ہیں۔ اس میں پسینہ ہی نہیں بلکہ اپنا تازہ خون چھڑکا جاتا ہے۔ اس عبادت کیلئے خون آلودہ تمناؤں کے ساتھ محرم کا چاند دیکھا جاتا ہے دل اُمڈ آتے ہیں۔ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔ آرام وچین ترک کر دیا جاتا ہے۔ چارپائیاں الٹ دی جاتی ہیں۔ جائز لذات ترک کر دی جاتی ہیں۔ ان جان فرسا اور خوفناک اعمال کے باوجود اس عبادت میں بے توجہی کا شائبہ تک نہیں ملتا اور تعجب یہ ہے۔ وہی طبقہ جو مذکورہ نماز سے کتراتا تھا۔ اب سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔

مذہب سے بے توجہی برتنے والے جوان اپنا مدمقابل چنتے ہیں اور آمنے سامنے کھڑے ہوکر اپنا خون اور گوشت قربان کرنے میں بازی لے جانے کا مقابلہ کرتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ مقصد عزاداری کو سمجھ چکے ہیں۔ وہ بتانا چاہتے ہیں ان کے امامؑ کی قربانی نے ایک ایسی جماعت تیار کی ہے۔ جو ضرورت پڑنے پر ایک اشارہ میں تن، من، دھن سب کچھ قربان کر دینا کھیل سمجھتی ہے۔

6۔کاش ہم نے مسلمانوں کو نماز کا مقصد اور عملی قوائد اسی طرح ذہن نشین کرادیئے ہوتے۔ جس طرح ہمارے بزرگ ترین اور عظیم ترین علماء نے مقصد عزاداری کو ان کے شعور ولاشعور میں پیوست کر دیا تھا۔ کہ اب وہ کسی طرح نکل ہی نہیں سکتا تھا اور روز بروز نئے عنوانات کے ساتھ ترقی پذیر ہے۔ ان عملی مثالوں سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ انسان خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اگر اس پر جبر نہ کیا جائے۔ اگر اسے مقصد خداوندی محسوس و مشہود طریقہ پر سجھا دیا جائے۔

7۔ہم اپنی منصبی ذمہ داری کے ساتھ آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ترجمہ اور یہ حدیث شریف محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کا مرتبہ سمجھانے اور آپ کے قلوب کو متاثر کرنے کی ضمانت ہیں۔ اس مبارک حدیث میں آپ کو اسی مبارک چادر کا تذکرہ ملے گا۔ جس کے سایہ میں آنے کی تمنائیں عرش و فرش پر کی جاتی رہیں۔ یہ وہی چادر ہے جس میں ام المومنین حضرت ام سلمہؑ ایسی بزرگ ہستی کے لئے گنجائش نہ نکل سکی۔ یہ وہی چادر ہے جس کو لوٹنے کیلئے بڑے بے دردانہ اور عظیم منصوبے بنائے گئے۔ یہی چادر تھی جس کی حفاظت کے لئے کربلا کی عظیم ترین قربانی پیش کی گئی۔ آپ اسی چادر کے چھن جانے کا ماتم کرتے ہیں۔ یہی چادر تھی جسے یزید (لعین) کی حکومت واپس دینے پر مجبور کر دی گئی۔ سنئے اور یاد رکھئے کہ یہ حدیث ہمارے مذہب کی جان ہے۔ جس قلب میں یہ حدیث ہوگی۔ یا جس گھر میں اسے محبت و

مودت سے پڑھا جائے گا وہ مصائب و آلام سے نجات پا جائے گا۔ یہ حدیث دونوں جہانوں میں آپ کی کامیابی کی ضمانت لے گی۔ محبانِ اہلبیتؑ میں شمار کرائے گی ہر جائز مراد بر آئے گی۔ اختلاف کو فنا کر کے خلوص و محبت سے قلوب کو لبریز کر دے گی۔ (آمین)

واقعہ کساء سنی اور شیعہ دونوں مکاتیب فکر کی متواتر معتبر روایات میں سے ہے۔ تمام علماء اسلام اس پر متفق ہیں۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ واقعہ تکرار سے ام المومنین ام سلمہ اور حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے دولت کدہ پر وقوع پذیر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلبیتؑ اطہار یعنی علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو چادر کے نیچے جمع فرمایا اور آیت تطہیر اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا (سورہ احزاب آیت 33) تلاوت فرمائی۔

اصحاب کساء چودہ معصومینؑ میں سے پانچ مقدس ہستیوں کو اصحاب کساء کہتے ہیں اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد مصطفیٰ، حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ، حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ علیہما السلام ہیں۔ جمیع مسلمانان نے اتفاق کیا ہے۔ کہ یہ پانچوں بلند مرتبہ اشخاص چادر کے نیچے تھے اور مندرجہ بالا آیت ان کی پاکیزگی کی تصدیق ربانی کے لئے نازل ہوئی تھی۔

حدیثِ کساء

رُوِيَ عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ اَبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ الْاَيَّامِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ: اِنِّيْ اَجِدُ فِيْ بَدَنِيْ ضُعْفًا فَقُلْتُ لَهٗ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَآ اَبَتَاهُ مِنَ الضُّعْفِ فَقَالَ: يَا فَاطِمَةُ اِيْتِيْنِيْ بِالْكِسَآءِ الْيَمَانِيْ

فَغَطّيْنِيْ بِهٖ قَالَتْ فَاطِمَةُ سَلاَمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَاَتَيْتُهٗ بِالْكِسَآءِ فَغطَّيْتُهٗ بِهٖ فَصِرْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ اِذَا وَجْهُهٗ يَتلَأ لَؤُنُوْرًا كَاَنَّهُ الْبَدْرِ فِيْ لَيْلَةِ تَمَامِهٖ وَ كَمَالِهٖ قَالَتْ فَاطِمَةُ سَلاَمُ اللّٰهِ عَلَيْها فَمَا كَانَتْ اِ لاّ سَاعَةً وَ اِذَاَ بِوَلَدِيَ الْحَسَنِ قَدْ اَقْبَلَ وَ قَالَ اَلسَّلاَمُ عليْكِ يَا اُمَّاهُ فَقُلْتُ وَ عَلَيْكَ السَّلاَمُ يَا وَلَدِيْ وَ قُرَّةَ عَيْنِيْ فَقَالَ يَا اُمَّاهُ اِنِّيْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ قُلْتُ: نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ نَآئِمٌ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَاَقْبَلَ اَلْحَسَنُ نَحْوَ الْكِسَآءِ وَ قَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا جَدَّاهُ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكَ تَحْتَ هٰذَا الْكِسَآءِ فَقَالَ:وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ يَا وَلَدِىْ وَ يَا صَاحِبَ حَوْضِىْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مَعَهٗ تَحْتَ الْكِسَآءِ قَالَتْ فَاطِمَةُ سَلاَمُ اللّٰهِ عَلَيْهَافَمَا كَانَتْ اِلاَّ سَاعَةً وَاِذَا بِوَلَدِيَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَدْ اَقْبَلَ وَ قَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا اُمَّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ يَا قُرَّةُ عَيْنِيْ وَ ثَمرَةَ فُؤَادِيْ فَقَالَ يَا اُمَّاهُ اِنِّيْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ وَاَخَاكَ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَاَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَحْوَالْكِسَآءِ وَقَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَاجَدَّهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلاَمُ عَليكَ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمَا تَحْتَ الْكِسَآءِ فَقَالَ:وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ يَا وَلَدِىْ وَيَا شَافِعَ اُمَّتِىْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُمَا تَحْتَ الْكِسَآءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍوَّ آلِ مُحَمَّدٍوَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ فَمَا كَانَتْ اِلَّا سَاعَةً وَ اِذَا بِاَبِى الْحَسَنَيْنِ عَلِيٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ اَقْبَلَ فَقَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ اَلسَّلاَمُ يَا اَبَا الْحَسَنَيْن فَقَالَ: يَا فَاطِمَهُ اِنِّيْ اَشَمُ

عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ اَخِيْ وَابْنِ عَمِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقُلْتُ: نَعَمْ هَاهُوَ مَعَ وَلَدَيْكَ تَحْتَ اُلْكِسَآءِ فَاَقْبَلَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلامُ نَحْوَالْكِسَآءِ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اَتَأْذَنُ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمْ تَحْتَ اُلْكِسَآءِ لَهٗ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَآ اَخِیْ وَ يَآ وَصِيِّیْ وَخَلِيْفَتِیْ وَ صَاحِبَ لِوَآئِیْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ عَلِيٌّ عَلَيْهِالسَّلامُ تَحْتَ الْكِسَآءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ ثُمَّ اَتَيْتُ نَحْوَ اُلْكِسَآءِ وَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَأْذَنُ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمْ تَحْتَ هٰذَاالْكِسَآءِ قَالَ وَعَلَيْكِ السَّلَامُ يَا بِنْتِیْ وَيَابِضْعَتِیْ قَدْاَذِنْتُ لَكِ فَدَخَلْتُ مَعَهُمْ تَحْتَ الْكِسَآءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُم فَلَمَّا اكْتَمَلُوْا جَمِيْعًا تَحْتَ الْكِسَآءِ اَخَذَ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِطَرَفَيِ الْكِسَآءِ وَاَوْمَئَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى اِلَى السَّمَآءِ وَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِیْ وَخَاصَّتِیْ وَحَآمَّتِیْ لَحْمُهُمْ لَحْمِیْ وَدَمُهُمْ دَمِیْ يُؤْلِمُنِیْ مَا يُؤْلِمُهُمْ وَ يَحْزُنُنِیْ مَايَحْزُنُهُمْ اَنا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاهُمْ وَمُحِبٌّ لِّمَنْ اَحَبَّهُمْ اِنَّهُمْ مِنِّیْ وَاَنا مِنْهُمْ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَ رَحْمَتَكَ وَغُفْرَانَكَ وَرِضْوَانَكَ عَلَیَّ وَعَلَيْهِمْ وَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا مَلَائِكَتِیْ وَ سُكَّانَ سَمٰوَاتِيْ وَ عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ اِنِّيْ مَاخَلَقْتُ سَمَآءً مَبْنِيَّةً وَلَا اَرْضًامَدْحِيَّةً وَلَا قَمَرًا مُنِيْرًا وَلَا شَمْسًامُضِيئَةً وَلَا فَلَكًا يَدُوْرُوَلَا بَحْرًا يَجْرِيْ وَلَا فُلْكًا تَسْرِيْ اِلَّا فِيْ مَحَبَّتِهِ هٰؤُلَآءِ الْخَمْسَةِ الَّذِيْنَ هُمْ تَحْتَ الْكِسَآءِ فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَارَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْكِسَآءِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُمْ اَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَةِ هُمْ فَاطِمَةُ وَاَبُوْهَا وَ بَعْلُهَا وَاَبْنَا هَا فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ

يَا رَبِّ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَهْبِطَ اِلَى الْاَرْضِ لِاَ كُوْنَ مَعَهُمْ سَادِسًا فقالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَهَبَطَ الْاَمِيْنُ جِبْرَائِيْلُ وَ اَقْبَلَ نَحْوَ الْكِسَآءِ وَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْرَئُكَ السَّلَامُ وَ يَخُصُّكَ بِالتَّحِيَّةِ وَالْاِكْرَامِ وَيَقُوْلُ لَكَ: وَ عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ اِنِّيْ مَاخَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِيَّةً وَّلَا اَرْضًا مَدْحِيَّةً وَّلَا قَمَرًا مُنِيْرًا وَّلَا شَمْسًا مُضِيْئَةً وَّلَافَلَكًا يَّدُوْرُوَلَا بَحْرًا يَجْرِىْ وَلَا فُلْكًا تَسْرِيْ اِلَّا لِاَجْلِكُمْ وَ مَحَبَّتِكُمْ وَ قَدْ اَذِنَ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمْ تَحْتَ هٰذَا الْكِسَآءِ فَهَلْ تَأْذَنُ لِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: وَعَلَيْكَالسَّلَامُ يَآ اَمِيْنَ وَحْيِ اللّٰهِ اِنَّهٗ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ جِبْرَائِيلُ مَعَنا تَحْتَ الْكِسَآءِ وَقَالَ لِاَبِىْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَوْحٰى اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا o فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْ نِى مَالِجُلُوْسِنَا هٰذَا تَحْتَ الْكِسَآءِ مِنَ الْفَضْلِ عِنْدَاللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ: وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا وَّاصْطَفَانِىْ بِالرِّسَالَةِ نَجِيًا مَّاذُكِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِيْ مَحْفِلٍ مِنْ مَحَافِلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَ فِيْهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَ مُحِبِّيْنَا اِلَّا وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمْ اِلٰى اَنْ يَتَفَرَّقُوْا فَقَالَ عَلِيٌّ: اِذًا وَاللّٰهِ فُزْنَا وَفَازَ شِيْعَتُنَا وَ ربِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثَانِيًا: يَاعَلِيٌّ! وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ نَبِيًّا وَاصْطَفَانِيْ بِالرِّسَالَةِ نَجِيًّا مَاذُكِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِيْ مَحْفِلٍ مِّنْ مَحَافِلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَفِيهِ جَمْعٌ مِنْ شِيْعَتِنَا وَ مُحِبِّيْنَا وَ فِيْهِمْ مَهْمُوْمٌ اِلَّا وَ فَرَّجَ اللّٰه هَمَّهٗ وَلَا مَغْمُوْمٌ اِلَّا وَ كَشَفَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَطَالِبُ حَاجَةٍ اِلَّا وَقَضَى اللّٰهُ حَاجَتَهٗ فَقَالَ عَلِيٌّ اِذًا وَّاللّٰهِ فُزْنَا وَ سُعِدْ نَا وَ كَذٰلِكَ شِيْعَتُنَا فَازُوْا وَسُعِدُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ

ترجمہ حدیث کساء

جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ کچھ دن ہوئے رسولؐ اللہ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہؑ تم پر میرا سلام ہو۔ میں نے کہا بابا آپؐ پر بھی میرا سلام ہو۔ فرمانے لگے بیٹی میں اپنے جسم میں کمزوری محسوس کررہا ہوں مجھے یمنی چادر اڑھا دو۔ میں نے عرض کیا کہ بابا خدا آپ کو ہر کمزوری سے محفوظ رکھے میں یمنی چادر اڑھا چلی اور پلٹ کر دیکھا تو آپؐ کا چہرہ چودھویں کی رات کے چاند کی طرح دمک رہا تھا۔ ابھی ذرا دیر نہ گزری تھی کہ حسن علیہ السلام آئے اور بولے امی جان آپ پر سلام ہو میں نے کہا میرے نور نظر، راحت دل، پیارے بیٹے سلامت رہو۔ بولے! امی مجھے آپکے پاس بالکل ایسی خوشبو آرہی ہے جیسے میرے نانا رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) یہاں ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں تمہارے ناناؐ چادر اوڑھے ہوئے لیٹے ہیں حسن علیہ السلام چادر کی طرف بڑھے اور کہا۔ میرے نانا رسولؐ اللہ پر سلام ہو۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپؐ کے پاس یمنی چادر میں آجاؤں۔ فرمایا سلامت رہو۔ اے میرے بیٹے، میرے حوض کے مالک تمہیں اجازت ہے۔ چنانچہ حسنؑ چادر میں داخل ہوگئے۔ ذرا دیر بعد میرا بیٹا حسینؑ آگیا اور کہا امی جان آپ پر میرا سلام ہو۔ میں نے جواب میں کہا اے میرے بیٹے آرام جاں، میرے دلبند تم بھی سلامت رہو۔ پھر مجھ سے کہا امی مجھے یہاں ایسی پسندیدہ خوشبو آرہی ہے جیسا کہ میرے نانا رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشبو ہو۔ میں نے کہا سچ ہے۔ تمہارے ناناؐ اور بھائیؑ جان چادر میں ہیں۔ حسینؑ چادر کے نزدیک آئے اور کہا کہ سلام ہو میرے ناناؐ پر، سلام ہو پسندیدہ خدا پر۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں بھی آپؐ دونوں کے پاس چادر میں شریک ہو جاؤں؟ فرمایا کہ اے میرے فرزند اے میری اُمت کے نجات دہندہ تم پر میرا سلام ہو۔ تمہیں اجازت ہے لہٰذا حسینؑ بھی چادر میں داخل ہوگئے۔ اس وقت جناب ابوالحسنین علی ابن ابی طالبؑ تشریف لائے اور فرمایا۔ اے رسوؐل اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی تم پر میرا سلام ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یا ابا الحسنؑ، اے امیرالمومنین آپؐ پر بھی میرا سلام ہو۔ فرمایا اے فاطمہؑ تمہارے پاس ایسی عمدہ

مہک پھیلی ہوئی ہے گویا یہاں پر میرے بھائیؑ، میرے چچا کے بیٹے رسولؐ اللہ موجود ہوں۔عرض کیا سچ ہے وہؑ آپؑ کے دونوں بیٹوںؑ کے ساتھ چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔علی علیہ السلام چادر کی طرف بڑھے اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ آپؑ پر میرا سلام ہو۔کیا میں اندر آنے کی اجازت پاؤں گا؟ فرمایا اے بھیا، اے میرے وصی اور خلیفہ، اے میرا پرچم بلند کرنے والے تم پر بھی میرا سلام ہو۔یقیناً تمہیں اختیار رہے۔پس علی علیہ السلام چادر میں داخل ہوگئے۔اب تو میں بھی چادر کے قریب آئی اور عرض کیا۔میرا اسلام ہو میرے بابا، اے رسولؐ اللہ آپؑ پر۔کیا مجھے بھی اجازت ملے گی کہ میں بھی آپ حضراتؑ کے ساتھ اس چادر میں آجاؤں۔آنحضرتؐ نے فرمایا اے میری بیٹی، اے میری لختِ جگر تم پر میرا اسلام ہو۔تمہیں بخوشی اجازت ہے اندر آجاؤ۔پھر میں بھی چادر میں داخل ہوگئی۔جب چادر میں ہماری تکمیل ہوگئی۔تو رسولؐ اللہ نے ایک طرف سے چادر کا کنارا اٹھایا اور اپنے داہنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔اے اللہ یہ ہیں میرے حمایتی، یہ ہیں میرے مخصوص اہل بیتؑ، ان کا گوشت پوست میرا گوشت ہے۔ان کا خون میرا خون ہے۔ہر وہ چیز جو اِن کو رنج والم سے دوچار کرے۔اس سے مجھے رنج والم ہوتا ہے۔جو اِن سے جنگ کرے میں اس کیلئے مجسمہ جنگ ہوں۔جو اِن کی امن وسلامتی میں مدد ہو میں ان کیلئے مجسم سلامتی ہوں۔خدایا میں ان لوگوں کا دشمن ہوں جو اِنؑ سے دشمنی کریں اور ان لوگوں کا دوست ہوں جو اِنؑ سے محبت کریں۔یقیناً یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔لہٰذا ان پر اور مجھ پر اپنی صلوٰۃ و برکتیں اور رحمتیں و خوشنودیاں اور عنایات و بخششیں جاری رکھ۔اے اللہ ان سے ہر خرابی اور ہر برائی کو دور رکھ اور ان کو تمام آلائشوں سے ایسا پاک رکھ جیسا کہ تیرا معیار ہے۔اس پر صاحب جلال و صاحب عزت اللہ نے فرمایا کہ۔اے میرے فرشتو اور اے میرے آسمانوں کے باشندو! سنو کہ میں یہ پرسکون آسمان پیدا نہ کرتا اور نہ وسیع وعریض زمینیں وجود میں لاتا۔نہ یہ پرنور چاند بناتا۔نہ یہ چمکتا دمکتا ہوا سورج پیدا کیا ہوتا۔نہ یہ افلاک کا دور دورہ ہوتا۔نہ یہ پرجوش سمندر بناتا نہ ان میں رواں دواں کشتیاں چلتیں۔یہ سارا کارخانہ حیات صرف ان حضراتؑ کی محبت سے ظہور پذیر ہوا ہے جو اس چادر کے نیچے ہیں۔جبرائیل امین نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار

چادر کے نیچے کون حضراؑت ہیں؟ اللہ نے فرمایا کہ وہ نبوتوں کے اہل بیتؑ اور رسالتوں کے مخزن اور کان ہیں۔ جو فاطمہؑ، انکے والدؐ، انکے شوہرؑ اور بیٹوںؑ پر مشتمل ہیں جبرائیلؑ نے کہا پالنے والے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں زمین پر اتروں اور ان میں کا چھٹا فرد ہو جاؤں۔ اللہ نے فرمایا ہاں تجھے یقیناً اجازت ہے۔ پس جناب جبرائیلؑ امین فاطمہؑ کے گھر میں اُترے اور کہا سلام ہو تم پر اے اللہ کے رسولؐ، وہ بلند و بالا ذات پاک، آپؐ پر سلام بھیجتی ہے اور اس نے آپؐ کو تعریف و تکریم کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور آپؐ کا تعارف اس طرح کرایا ہے کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے۔ میں یہ پرسکون سماوات اور یہ پھیلی ہوئی زمینیں نہ پیدا کرتا۔ نہ یہ پرنور چاند بناتا۔ نہ یہ چمکتا دمکتا سورج پیدا کیا ہوتا۔ نہ یہ افلاک کا دور دورہ ہوتا۔ نہ یہ پرجوش سمندر بناتا۔ نہ ان میں رواں دواں کشتیاں چلتیں۔ اگر مجھے آپ حضراؑت کی محبت و معرفت منظور نہ ہوتی۔ حضورؐ مجھے اجازت دیں کہ میں آپؐ کے ساتھ داخل ہو جاؤں کیا اے رسولؐ اللہ مجھے اجازت ہے؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ تم پر بھی میرا سلام ہو، اَے وحی خداوندی کے امین۔ یقیناً تمہیں اجازت دی جاتی ہے۔ یہ سن کر جناب جبرائیل علیہ السلام چادر میں داخل ہو گئے۔ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ ہمارے ساتھ چادر میں آ گئے تو انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اللہ آپؐ کی طرف یہ وحی کرتا ہے۔ کہ ''یقیناً اللہ یہ ارادہ کر چکا ہے کہ اے اہل بیتؑ تم سے رجس کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک کر دے جو پاک کرنے کا حق ہے''۔ پھر علیؑ نے میرے بابا سے کہا کہ یا رسولؐ اللہ مجھے بتائیے کہ ہمارے چادر میں جمع ہونے سے اللہ کے فضل و کرم کا کیا تعلق ہے؟ نبیؐ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے برحق نبیؐ بنا کر مبعوث کیا اور مجھے نجات دہندہ رسالت کیلئے منتخب کیا کہ دنیا کی محفلوں میں اگر کسی محفل میں ہمارا یہ ذکر بیان کیا جائے اور وہاں ہمارے محبّ اور شیعہ جمع ہوں تو جب تک وہ محفل برخاست نہ ہوگی۔ برابر اُن پر رحمتوں اور فرشتوں کا نزول جاری رہے گا اور ملائکہ ان کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ اس پر حضرت علیؑ نے خوش ہو کر فرمایا کہ تب تو اللہ اور رب کعبہ کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ اے علیؑ مجھے قسم ہے اسکی جس نے مجھے برحق نبیؐ مبعوث کیا ہے اور نجات دہندہ رسالت کیلئے منتخب

کیا ہماری اس حدیث کا ذکر دنیا کی محفلوں میں سے جس جس محفل میں ہوگا اور وہاں ہمارے محبت کرنے والے شیعہ جمع ہوں گے جو بھی اس مجمع میں کسی مہم میں مبتلا ہوگا اللہ اسے کامیاب کرے گا اور اگر کوئی کسی غم میں مبتلا ہوگا اللہ اسے کامیاب کرے گا اور اللہ اس کا غم دور کرے گا۔ حاجات طلب کرنے والوں کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ تب تو واقعی ہم کامیاب اور سعادتمند ہو گئے اور اس طرح ہمارے شیعہ دنیا و آخرت میں سعادت مند ہو چکے رب کعبہ کی قسم! **(یا اللہ محمدؐ و آل محمدؐ پر اپنا درود بھیجتا رہ)**

اسناد حدیث کساء:۔ اس حدیث کو صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 321، جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منشور، جلد 5، صفحہ 198۔ امام احمد حنبل نے مسند جلد 1 صفحہ 331، جلد 4 صفحہ 292، ترمذی نے جامع صفحہ 541، صفحہ 550، ابن حجر عسقلانی نے صواعق محرقہ، صفحہ 140، بغوی نے مصابیح السنہ، جلد 2، صفحہ 201۔ امام رازی شافعی، تفسیر کبیر، جلد 2 (مفاتیح الغیب، صفحہ 72) ثعالبی نے تفسیر جواہر الحسان، جلد 3 صفحہ 227، ابن عبد ربہ اندلسی نے، عقد الفرید، جلد 5 صفحہ 79، محبّ طبری نے ذخائر العقبیٰ صفحہ 21 علامہ زمخشری نے کشاف اور ابو السعود نے اپنی تفسیر وغیرہ میں (جو اُن کی مؤقر و معتبر تصنیفات ہیں تفصیل سے بیان کیا ہے)

خُطبہ نکاح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اِقۡرَارًا بِنِعۡمَتِہٖ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِخۡلَاصًا لِّوَحۡدَانِیَّتِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ بَرِیَّتِہٖ وَ عَلَی الۡاَصۡفِیَآءِ مِنۡ عِتۡرَتِہٖ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ کَانَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ عَلَی الۡاَنَامِ اَنۡ اَغۡنَاھُمۡ بِالۡحَلَالِ عَنِ الۡحَرَامِ فَقَالَ اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَقَوۡلُہُ الۡحَقّ وَاَنۡکِحُوا

الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تَنَاکَحُوْا وَ تَنَاسَلُوْا تَکْثُرُوْا فَاِنِّیْ اُبَاہِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ وَقَالَ النِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ o

<u>ترجمہ:</u> شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے۔ ہر خوبی اللہ کے لئے ہے اس کی نعمتوں کا اقرار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کی یکتائی ہے اخلاص ہے۔ اللہ اپنی مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی برگزیدہ آلؑ پر رحمت کاملہ فرمائے۔ اس کے بعد اللہ کے اپنی مخلوق پر جو فضل وکرم ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے حلال کے ذریعہ حرام سے مستغنی کر دیا ہے۔ پس اس مقدس و بلند مرتبہ اللہ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کنوارے ہوں اور جو تمہارے بندے اور بندیوں میں سے شادی کے قابل ہوں ان سے نکاح کر دو۔ اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ صاحب وسعت وعلیم ہے۔ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ، کثرت پیدا کرو تا کہ قیامت کے روز امتوں میں تمہاری کثرت پر ناز کر سکوں اگر چہ ساقط ہی ہو جائے۔ اور فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو میری سنت سے منہ موڑے وہ میری امت سے ہر گز نہیں۔ اور محمدؐ اور انؑ کی پاک ومعصوم آلؑ پر اللہ رحمت کاملہ فرمائے اور سلامتی ہو محمدؐ پر اور انؑ کی طیب وطاہر معصوم آلؑ پر۔

صیغہائے نکاح

1- اگر مرد اور عورت دونوں بالغ ہوں اور دونوں کی طرف سے دو الگ شخص وکیل ہوں تو صیغۂ نکاح اس طرح پڑھیں۔

نمبر	پہلے عورت کا وکیل کہے	فوراً مرد کا وکیل کہے
1	اَنْکَحْتُ مُوَکِّلَتِیْ مُوَکِّلِكَ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُوْمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو تیرے مُوَکِل مرد کے نکاح میں دے رہا ہوں بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلْتُ النِّکَاحَ لِمُوَکِّلِیْ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُوْمِ میں نکاح قبول کر رہا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
2	اَنْکَحْتُ مُوَکِّلَتِیْ مُوَکِّلِكَ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُوْمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کا نکاح تیرے مُوَکِل مرد کے ساتھ کر رہا ہوں بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلْتُ النِّکَاحَ لِمُوَکِّلِیْ عَلَی الْمَھْرِ الْمَعْلُوْمِ میں نکاح قبول کر رہا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے

3	اَنۡکَحۡتُ مُوَکِّلَتِیۡ مِنۡ مُوَکِّلِكَ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کا نکاح تیرے مُوَکِل مرد سے کررہا ہوں بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ النِّکَاحَ لِمُوَکِّلِیۡ هٰذَا عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں یہ نکاح قبول کررہا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
4	اَنۡکَحۡتُ نَفۡسَ مُوَکِّلَتِیۡ وَکَالَةً عَنۡهَا وَ عَنۡ اَبِیۡهَا مُوَکِّلِكَ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کی جان کو تیرے مُوَکِل مرد کے ساتھ نکاح میں دیتا ہوں اِس کی اور اِسکے باپ کی اجازت سے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ النِّکَاحَ لِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں نکاح قبول کررہا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
5	زَوَّجۡتُ مُوَکِّلَتِیۡ مُوَکِّلِكَ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو زوجیت میں دے رہا ہوں تیرے مُوَکِل مرد کی بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ الۡتَّزۡوِیۡجَ لِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں تزویج قبول کررہا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے

6	زَوَّجْتُ مُوَكِّلِكَ مُوَكِّلتِىْ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ میں تیرے مُوَکِّل مرد کی زوجیت میں دے رہا ہوں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلْتُ الْتَّزْوِيْجَ لِمُوَكِّلِیْ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ میں تزویج قبول کر رہا ہوں اپنے مُوَکِّل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
7	زَوَّجْتُ مُوَكِّلَتِىْ مِنْ مُوَكِّلِكَ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کی زوجیت طے کر رہا ہوں تیرے مُوَکِّل مرد سے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلْتُ الْتَّزْوِيْجَ لِمُوَكِّلِیْ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ میں تزویج قبول کر رہا ہوں اپنے مُوَکِّل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
8	زَوَّجْتُ مُوَكِّلَتِى بِمُوَكِّلِك عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو زوجیت میں دیتا ہوں تیرے مُوَکِّل مرد کیساتھ بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلْتُ الْتَّزْوِيْجَ لِمُوَكِّلِیْ عَلَى الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ میں تزویج قبول کر رہا ہوں اپنے مُوَکِّل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے

9	اَنۡكَحۡتُ وَزَوَّجۡتُ مُوَكِّلَتِي مُوَكِّلِكَ عَلَى الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو تیرے مُوَکل مرد کی زوجیت اور نکاح میں دے رہا ہوں بعوض مقرر شدہ مہرالمعلوم کے	قَبِلۡتُ النِّكَاحَ وَالتَّزۡوِيۡجَ لِمُوَكِّلِيۡ عَلَى الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں تزویج اور نکاح کو قبول کرتا ہوں اپنے مُوَکل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہرالمعلوم کے

2۔ اگر مرد اور عورت دونوں بالغ ہوں اور اپنی طرف سے ایک ہی شخص کو وکیل کریں تو صیغۂ نکاح اس طرح پڑھیں۔

نمبر	پہلے عورت کی طرف سے کہے	پھر فوراً مرد کی طرف سے کہے
1	اَنۡكَحۡتُ مُوَكِّلَتِيۡ مُوَكِّلِيۡ عَلَى الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو اپنے مُوَکل مرد کے نکاح میں دے رہا ہوں بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ النِّكَاحَ لِمُوَكِّلِيۡ عَلَى الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنے مُوَکل کے لئے نکاح قبول کرتا ہوں بعوض مقرر شدہ مہرالمعلوم کے
2	زَوَّجۡتُ مُوَكِّلِيۡ مُوَكِّلَتِيۡ عَلَى الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو زوجہ بنا رہا ہوں اپنے مُوَکل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہرالمعلوم کے	قَبِلۡتُ التَّزۡوِيۡجَ لِمُوَكِّلِيۡ عَلَى الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنے مُوَکل مرد کے لئے تزویج کو قبول کرتا ہوں بعوض مقرر شدہ مہرالمعلوم کے

3	اَنۡکَحۡتُ مُوَکِّلَتِیۡ بِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کا نکاح کرتا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے ساتھ بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ النِّکَاحَ لِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے نکاح قبول کرتا ہوں بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
4	زَوَّجۡتُ مُوَکِّلَتِیۡ بِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الصِّدَاقِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں تزویج میں دے رہا ہوں اپنی مُوَکِّلہ خاتون کو اپنے مُوَکِل مرد کے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ التَّزۡوِیۡجَ لِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الصِّدَاقِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے تزویج قبول کرتا ہوں بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے
5	اَنۡکَحۡتُ وَ زَوَّجۡتُ مُوَکِّلِیۡ مُوَکِّلَتِیۡ عَلَی الصِّدَاقِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں اپنی مُوَکِّلَہ خاتون کو نکاح اور تزویج میں دے رہا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کیساتھ بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے	قَبِلۡتُ النِّکَاحَ وَالتَّزۡوِیۡجَ لِمُوَکِّلِیۡ عَلَی الصِّدَاقِ الۡمَعۡلُوۡمِ میں نکاح اور تزویج قبول کرتا ہوں اپنے مُوَکِل مرد کے لئے بعوض مقرر شدہ مہر المعلوم کے

غسلِ میّت، کفن، نمازِ جنازہ و تلقین

میّت کو غسل دینے سے پہلے اجازتِ ولی ضروری ہے۔ پھر غسل دینا شروع کیا جائے۔ غسل دینے والا اور پانی ڈالنے والا دونوں اس طرح نیّت کریں کہ:

"اس میّت کو غسل دیتے ہیں ہم آبِ سدرہ (بیری) اور آبِ کافور اور آبِ خالص سے

واجب قربةً اِلٰی اللّٰہ“

غسلِ میّت کا طریقہ امام جعفر صادقؑ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

”جب میّت کو غسل دینا ہوتو میّت کو پھٹے (تختے) پر رُو بقبلہ لٹاؤ۔ اور اگر اسکے بدن پر قمیض ہوتو اس سے میّت کے ہاتھوں کو نکال کر اُسے اکٹھا کر کے شرمگاہ پر رکھو۔ اور اگر کوئی قمیض نہ ہوتو کوئی کپڑے کا ٹکڑا میت کی شرمگاہ پر رکھو۔ پہلے میّت کے ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھوؤ اور پیٹ کو نرم نرم ملو اور کچھ خارج ہوتو اُسے صاف کر دو پھر کسی طشت (برتن) میں بیری کے پتے ڈال کر اوپر پانی ڈال کر ہاتھوں سے مل لو کہ جھاگ بن جائے۔ پھر جھاگ الگ کر کے باقی پانی اور کسی بڑے برتن میں دوسرے پانی سے ملا کر رکھو۔ میّت کو اچھی طرح نہلالو۔ پھر آبِ سدرہ سے سر اور چہرے کو تین بار دھوؤ۔ اور خیال رکھو کہ پانی اس کے ناک اور کان میں داخل نہ ہو۔ پھر اسے بائیں کروٹ لٹا کر اسکی دائیں جانب کو گردن سے قدموں تک تین بار دھوؤ۔ اسکے بعد اسے دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح بائیں جانب کو تین بار دھوؤ۔ اگر آبِ سدرہ بچ جائے تو اُسے بہا دو اور برتن کو دھو کر اس میں کچھ کافور ڈال کر پانی ڈال کر آبِ کافور تیار کرو۔ پھر اُسی طرح آبِ کافور سے غسل دو۔ پھر برتن کو دھو کر آبِ خالص ڈال کر بدستور سابق اسے غسل دو۔ اور غسل مکمل ہونے کے بعد بدن کو صاف ستھرے کپڑے سے خشک کر و اور روئی پر کچھ حنوط لگا کر قُبل اور دُبر پر رکھو۔ اور لمبے سے ران پیچ کے ساتھ دونوں رانوں کو کس کر باندھ دو۔“

(فروعِ کافی جلد 3۔ کتابِ الجنائز۔ باب 16۔ حدیث نمبر 5-4)

کفن میت

کفن واجب ہے مثل غسل کے اور کفن پہنانے کیلئے بھی اجازتِ ولی ضروری ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کہ میّت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔

(1) قمیض، جس کا بٹن نہ ہو (2) لنگی (3) ران پیچ، جس سے اس کا درمیانی حصہ باندھا جائے۔(4) چادر، جس سے اُسے لپیٹا جائے۔(5) عمامہ، سر پر تین سے چار پیچ باندھ کر باقی حصہ اسکے سینے پر ڈال دیا جائے۔

(فروعِ کافی جلد 3۔حدیث نمبر 11 صفحہ 145)

نمازِ جنازہ

فقہ الرضا میں منقول ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار اس کا ولی ہے یا وہ شخص جس کو ولی نامزد کرے لیکن اگر کوئی بنی ہاشم موجود ہو تو وہ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے، اگر کوئی نمازِ جنازہ پڑھائے ولی کی اجازت کے بغیر تو وہ غاصب ہوگا۔ (فقہِ الرضا، باب الصلاۃ علی المیت، صفحہ 177 حدیث نمبر 1)

نمازِ جنازہ کی پانچ تکبیریں اور چار دُعائیں ہیں۔

نیّت: ''پانچ تکبیر نمازِ جنازہ پڑھتا ہوں حاضر اس میّت کے واجب قربۃً اِلی اللّٰہ''

ہاتھ اٹھا کر پہلی تکبیر ''اللّٰہ اکبر'' کہے۔ پھر پڑھے۔

اَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہُ لاَ شَرِیْکَ لَہ، وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدَہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ اَمِیْرَالْمُوْمِنِیْنَ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیفَتَہٗ بِلاَفَصْل.

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے

لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام ولی اللہ ہیں اور رسولؐ اللہ کے بلافصل خلیفہ ہیں۔

پھر دوسری تکبیر ''اللہ اکبر'' کہہ کر یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَاصَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ، محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوٰۃ بھیج اور محمدؐ وآل محمدؐ پر برکتیں نازل فرما اور محمدؐ وآل محمدؐ پر رحم فرما۔ اس سے بہتر جو تو نے صلوٰۃ، سلامتی و برکت اور رحمت نازل فرمائی ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر۔ بے شک تو ہی قابل تعریف بزرگ ہے۔

پھر تیسری ''تکبیر اللہ'' اکبر کہہ کر یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! مومنین مرد اور مومنات عورتوں اور تمام مسلمین و مسلمات کی مغفرت فرما، جو اُن میں سے زندہ ہیں اور جو مر چکے ہیں۔ ہم میں اور اُن میں نیکی کی راہ رکھ۔ بے شک تو دعاؤں کو مستجاب کرنے والا ہے۔ بے شک تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر چوتھی تکبیر ''اللہ اکبر'' کہہ کر یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبۡدُكَ وَابۡنُ عَبۡدِكَ وَابۡنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنۡتَ خَیۡرُ مَنۡزُوۡلٍ بِهٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعۡلَمُ مِنۡهُ اِلَّا خَیۡرًا وَاَنۡتَ اَعۡلَمُ بِهٖ مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنۡ كَانَ مُحۡسِنًا فَزِدۡ فِیۡ اِحۡسَانِهٖ وَاِنۡ كَانَ مُسِیۡئًا وَمُذۡنِبًا فَتَجَاوَزۡ عَنۡهُ سَیِّئَاتِهٖ وَذَنۡبِهٖ وَاغۡفِرۡلَهٗ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡهُ عِنۡدَكَ فِیۡ اَعۡلٰی عِلِّیِّیۡنَ وَاخۡلُفۡ عَلٰی اَھۡلِهٖ فِی الۡغَابِرِیۡنَ وَارۡحَمۡهُ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرّٰاحِمِیۡنَ.

پھر پانچویں تکبیر ''اللہ اکبر'' کہہ کر نماز ختم کردے۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔اے اللہ بے شک یہ تیرا بندہ، بیٹا تیرے بندے کا، اور بیٹا تیری کنیز کا تیرے پاس حاضر ہے۔اور تو سب سے بہتر ہے جس کے پاس حاضری ہو۔اے اللہ ہم اس کے متعلق نہیں جانتے سوائے اس کہ خیر پر تھا۔اور تو ہم سے بہتر جانتا ہے۔اے اللہ اگر وہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر وہ گنہگار و خطا کار تھا تو اس کے گناہوں، خطاؤں سے درگزر فرما اور اسے معاف فرما۔اے اللہ اسے اپنے پاس اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما اور اس کے وارثوں کو پیچھے رہنا والا قرار دے۔اور اس پر رحم فرما اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

نوٹ: اگر میت عورت کی ہو تو چوتھی تکبیر اس طرح پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِن ھٰذِهٖ اَمَتُكَ وَابۡنَةُ عَبۡدِكَ وَابۡنَةُ اَمَتِكِ نَزَلَتۡ بِكَ وَاَنۡتَ خَیۡرُ مَنۡزُوۡلٍ بِهٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعۡلَمُ مِنۡهَا اِلَّا خَیۡرًا وَاَنۡتَ اَعۡلَمُ بِهَا مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِن كَانَتۡ مُحۡسِنَةً فَزِدۡ فِیۡ اِحۡسَانِهَا وَاِن كَانَتۡ مُسِیۡئَةً وَمُذۡنِبَةً فَتَجَاوَزۡ عَنۡهُ سَیِّئَاتِهَا وَذَنۡبِهَا وَاغۡفِرۡلَهَا اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡهَا عِنۡدَكَ فِیۡ اَعۡلٰی عِلِّیِّیۡنَ وَاخۡلُفۡ عَلٰی اَھۡلِهَا فِی

اَلْغَابِرِیْنَ وَارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن . پھراللہ اکبرکہے اور نماز ختم کرے۔

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ بے شک یہ بیٹی تیرے بندے کی اور بیٹی تیری کنیز کی تیرے پاس حاضر ہے۔ اور تو سب سے بہتر ہے جس کے پاس حاضری ہو۔ اے اللہ ہم اس کے متعلق نہیں جانتے سوائے اس کہ خیر پر تھی۔ اور تو ہم سے بہتر جانتا ہے۔ اے اللہ اگر وہ نیک تھی تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر وہ گنہگار و خطا کار تھی تو اس کے گناہوں، خطاؤں سے درگزر فرما اور اسے معاف فرما۔ اے اللہ اسے اپنے پاس اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما اور اس کے وارثوں کو پیچھے رہنا والا قرار دے۔ اور اس پر رحم فرما اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

تلقین

جو شخص بھی قبر میں اُترے اپنے دونوں ہاتھ مثلِ قینچی کے کر کے داہنے ہاتھ سے داہنا کندھا میّت کا اور بائیں ہاتھ سے بایاں کندھا میّت کا پکڑے اور مخاطب کرنے پر حرکت دیتا جائے اور دوسرا شخص قبر کے اوپر تلقین پڑھے۔

اوّل تین مرتبہ دُرود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ پڑھے۔ پھر تلقین پڑھنا شروع کرے۔

(مرد کیلئے) اِسْمَعْ اِفْهَمْ اِسْمَعْ اِفْهَمْ (عورت کیلئے) اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ اِسْمَعِیْ اِفْهَمِیْ یافلاں ابن فلاں/فلاں بنتِ فلاں هَلْ (مرد کیلئے) اَنْتَ (عورت کیلئے) اَنْتِ عَلَی الْعَهْدِ الَّذِی (مرد کیلئے) فَارَقْتَنَا/(عورت کیلئے) فَارَقْتِنَا عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَيِّدُالْمُرْسِلِيْنَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ
وَسَيِّدُالْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامُ افْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ
وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ ابْنَ عَلِيٍّ وَجَعْفَرَ ابْنَ مُحَمَّدٍ
وَّمُوْسٰى ابْنَ جَعْفَرٍ وَعَلِيَّ ابْنَ مُوْسٰى وَمُحَمَّدَ ابْنَ عَلِيٍّ وَعَلِيَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ
وَّالْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ وَّالْقَآئِمَ الْحُجَّةَ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتُ
اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ائِمَّةُالْمُؤْمِنِيْنَ وَحُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ
(مرد کیلئے) وَائِمَتُكَ / (عورت کیلئے) وَائِمَتُكِ ائِمَةُ هُدًى اَبْرَارٌ يَا فلان
ابن فلان / فلان بنتِ فلان اِذَا (مرد کیلئے) اَتَاكَ / (عورت کیلئے) اَتَاكِ
الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (مرد کیلئے)
وَسَئَلَكَ / (عورت کیلئے) وَسَئَلَكِ عَنْ (مرد کیلئے) رَبِّكَ / (عورت کیلئے)
رَبِّكِ وَعَنْ (مرد کیلئے) نَبِيِّكَ / (عورت کیلئے) نَبِيِّكِ وَعَنْ (مرد کیلئے)
دِيْنِكَ / (عورت کیلئے) دِيْنِكِ وَعَنْ (مرد کیلئے) كِتَابِكَ / (عورت
کیلئے) كِتَابِكِ وَعَنْ (مرد کیلئے) قِبْلَتِكَ / (عورت کیلئے) قِبْلَتِكِ وَعَنْ
(مرد کیلئے) ائِمَتِكَ / (عورت کیلئے) ائِمَتِكِ فَلَا (مرد کیلئے) تَخَفْ وَ لَا
تَحْزَنْ / (عورت کیلئے) تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي وَ (مرد کیلئے) قُلْ / (عورت کیلئے)
قُوْلِيْ فِيْ جَوَابِهِمَا اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالَهٗ رَبِّيْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ نَبِيِّيْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِيْ وَالْقُرْآنُ كِتَابِيْ وَالْكَعْبَةُ قِبْلَتِيْ
وَاَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اِمَامِيْ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْمُجْتَبٰى
اِمَامِيْ وَالْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ الشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَاءِ اِمَامِيْ وَعَلِيٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ

اِمَامِیْ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ نِ الْبَاقِرُ اِمَامِیْ وَجَعْفَرُالصَّادِقُ اِمَامِیْ وَ مُوْسٰی
الْکَاظِمُ اِمَامِیْ وَعَلِیّ الرِّضَا اِمَامِیْ وَمُحَمَّدُالْجَوادُ اِمَامِیْ وَ عَلیٌّ الْھَادِیْ
اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ الْعَسْکَرِیْ اِمَامِیْ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ الْحُجَّۃُ الْمُنْتَظَر
اِمَامِیْ ھٰؤُلَآءِ صَلَوٰاتُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ائِمَتِی وَسَادَتِیْ وَ قَادَتِیْ وَ
شُفَعَآئیْ بِھِمْ اَتَوَلّٰی وَمِنْ اَعْدَآئِھِمْ اَتَبَرَّءُ فِیْ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ ثُمَّ (مرد
کیلئے)اِعْلَمْ/ (عورت کیلئے) اِعْلَمِیْ یا فلاں ابن فلاں/ فلاں بنتِ فلاں
اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمْ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ اَمِیرالْمُوْمِنِیْنَ عَلیٌّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَّ اَوْلَادَہٗ
الْاَئِمَۃَ الْاَحَدَ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّۃُ وَاَنَّ مَاجَآءَ بِہٖ مُحَمَّدٌ صَلّیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمْ حَقٌّ وَاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَسَوَالَ مُنْکَرٍ وَّ نَکِیْرٍ فِیْ الْقَبْرِحَقٌّ وَالْبَعْثَ
حَقٌّ وَالنَّشُوْرَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَتَطَائِرَ الْکُتُبِ حَقٌّ
وَالْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَارَیْبَ فِیْھَاوَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ
فِی الْقُبُوْرِ (مرد کیلئے)اَفَھِمْتَ / (عورت کیلئے) اَفَھِمْتِ یَا فلاں ابن فلاں/
فلاں بنتِ فلاں (مرد کیلئے) ثَبَّتَکَ/(عورت کیلئے)ثَبَّتَکِ اللّٰہُ بِالْقَوْلِ الثَّابَتِ
وَ (مرد کیلئے)ھَدَاکَ/(عورت کیلئے) ھَدَاکِ اللّٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ عَرَّفَ
اللّٰہُ (مرد کیلئے) بَیْنَکَ/(عورت کیلئے) بَیْنَکِ وَبَیْنَ (مرد
کیلئے)اَوْلِیَائِکَ/(عورت کیلئے) اَوْلِیَائِکِ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَحْمَتِہٖ اَللّٰھُمَّ
جَافِ الْاَرْضَ عَنْ (مرد کیلئے)جَنْبَیْہِ /(عورت کیلئے) جَنْبَیْھَا وَاصْعُدْ (مرد
کیلئے)بِرُوحِہٖ /(عورت کیلئے) بِرُوحِھَا اِلَیْکَ وَ (مرد کیلئے) لَقِّہٖ/ (عورت

کیلئے) لَقِّهَا مِنْكَ بُرْهَانًا اَللّٰهُمَّ (مرد کیلئے)عَفْوَكَ / (عورت کیلئے)عَفْوَكِ

اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْهُ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَلاتَجْعَلْهُ حُفْرَةً مِنْ حُفَرِالنَّارِ ۔

اب قبر میں تلقین پڑھانے والا قبر سے باہر آجائے اور قبر بند کردی جائے گی۔اور اُلٹے ہاتھ سے مٹی ڈال کر کہیں وَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

ترجمہ تلقین:

سُن اور سمجھ سُن اور سمجھ اے (میت کا نام مع اس کے والد کے نام کے)(عورت کا نام بنت باپ کا نام) کیا تونے اس عہد پر ہم سے مفارقت کی ہے جو اس امر کی شہادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسوؐل ہیں اور تمام مرسلینؑ کے سردار اور خاتم الانبیاؑ ہیں۔اور یہ کہ علی علیہ السلام مومنین کے امیرؑ اور تمام وصیوںؑ کے سردار اور ایسے امامؑ ہیں جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے عالمین پر فرض کی ہے اور یہ کہ حسنؑ اور حسینؑ اور علیؑ ابن حسینؑ اور محمدؑ ابن علیؑ اور جعفرؑ ابن محمدؑ اور موسیٰؑ ابن جعفرؑ اور علیؑ ابن موسیٰ اور محمدؑ ابن علیؑ اور علیؑ ابن محمدؑ اور حسنؑ ابن علیؑ اور الحجت القائم محمدؑ ابن حسنؑ، المہدی علیہ السلام صلوٰۃ اللہ پر اس کی سلامتی نازل ہو یہ سب مومنین کے امامؑ اور اللہ کی حجتیںؑ اور نمائندے ہیں تمام مخلوقات پر اور تیرے امامؑ ہیں جو ہدایت کرنے والے ابرار ترین امامؑ ہیں۔اَے (میت کا نام مع باپ کے) جب تیرے پاس دو فرشتے دو مقرب ترین اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آئیں گے اور تجھ سے سوال کریں گے تیرے رب کے متعلق اور تیرے نبیؐ کے متعلق اور تیرے دین کے متعلق اور تیری کتاب کے متعلق اور تیرے قبلہ کے متعلق اور تیرے آئمہ معصومینؑ کے متعلق تو تو

خوفزدہ نہ ہونا اور نہ ہی غمگین ہونا۔ بلکہ اُن کے جواب میں کہنا کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبیؐ ہیں اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن مجید میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام میرے امام ہیں۔ اور حسنؑ ابن علیؑ، المجتبیٰ میرے امام ہیں اور حسینؑ ابن علیؑ، شہید کربلا میرے امام ہیں اور علیؑ ابن حسینؑ، زین العابدینؑ میرے امام ہیں اور محمدؑ ابن علیؑ، باقر العلوم محمدؑ یہ میرے امام ہیں اور جعفرؑ صادق میرے امام ہیں اور موسیٰ کاظم ابن جعفر صادقؑ میرے امام ہیں اور علیؑ ابن موسیٰ، الرضا میرے امام ہیں اور محمدؑ جواد میرے امام ہیں اور علیؑ نقی میرے امام ہیں اور حسنؑ عسکری میرے امام ہیں اور محمدؑ ابن حسنؑ حجۃ ال منتظر میرے امامؑ ہیں۔ ان سب کے سب پر اللہ کی صلوٰۃ ہو۔ یہ سب کے سب میرے امام، سردار اور قائد ہیں اور میرے شفاعت کرنے والے ہیں ان سے مجھے محبت ہین ان کے دشمنوں سے میں دنیا وآخرت میں بیزار ہوں۔ پھر تو جان لے اَے (میت کا نام مع والد کے) بیشک اللہ تعالیٰ سبحانہ بہترین رب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین رسوؐل ہیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ مومنوں کے امیر اور ان کی اولاد کے گیارہ امامؑ سب کے سب بہترین رہبر اور پیشوا ہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ آئے سب حق ہیں۔ اور یہ کہ موت حق ہے اور منکر ونکیر کے سوال حق ہیں جو قبر میں ہوں گے۔ اور دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور حشر ونشر حق ہے اور صراط حق ہے اور میزان حق ہے اور کتابوں کو کھلنا حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور یہ کہ قیامت ضرور آئے گی اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔ کیا تو نے سمجھا اَے (میت کا نام مع والد کے)۔ اللہ تجھے

عقائدحقہ پر ثابت قدم رکھے اور تجھے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرے ۔اللہ تجھے اور تیرے محبوب اولیاء کے درمیان اپنی رحمت سے جگہ دے ۔اے اللہ اس کے پہلوؤں سے زمین کو دور کر دے اس کی روح کو اپنی طرف بلند کر اور اپنی طرف بُرھان عطا کر۔اے اللہ! اسے معاف کر دے،اے اللہ! اس قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ قرار دے اسے جہنم کی وادیوں میں سے کوئی وادی نہ بنا۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	کیا یہ نمازیں اللہ اور رسولؐ کو پسند ہیں؟	2
2	شیعہ مذہب میں اِمامتؑ وولایتؑ وخِلاؑفت کی پوزیشن	10
3	اِمامؑ کے بغیر نماز و زکوٰۃ اور پورا اسلام باطِل ہوجاتا ہے	11
4	ولایتؑ، نماز اور روزہ اور زکوٰۃ وحج سے افضل اور اُن کی کنجی ہے	11
5	مندرجہ بالا چاروں چیزیں بعض حالات میں نظر انداز کی جاسکتی ہیں۔ مگر ولایت ہر حال میں برقرار رہتی ہے	12
6	جب بھی اعلان توحید و رسالت کیا جائے لازم ہے کہ علیؑ کی حکومت کا بھی اعلان کیا جائے	12
7	حقیقی نماز پورا دین ہے۔ فروع یا جزوِ دین نہیں ہے	13
8	ولایتؑ ہی مکمل دین ہے۔	14
	تمام انبیاؑ ولایتِ علوؑیہ کو قائم کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے	
9	جن لوگوں نے ولاؑیت کو کبھی پسند نہ کیا وہ حقیقی مشرک ہیں	15
10	ولایتؑ کے مستقل اقرار واعلان پر نجات اور معاشی فراوانیاں منحصر ہیں	16
11	وہ اذان اور نماز جو شیعوں میں رائج کی گئی باطل حکومتوں کو اطمینان دلاتی ہے	16
12	سنیئے اور سوچئے کہ یہ تشہد شیعوں کی نماز میں کیوں جاری نہ کیا گیا؟	19

13	نماز کے آخر میں تشہد کے بعد سلام	21
14	نماز کے یومیہ احکام، وضو کی تعریف	22
15	وضو کے شرائط	23
16	وضو باطل ہونے کی صورتیں	25
17	وضو کے واجب ہونے کی صورتیں	25
18	تیمّم کے احکام	26
19	تنہا تنہا نماز پڑھنے کے اوقات اور قبلہ و قیام	27
20	اذان	28
21	اقامت	29
22	ترجمہ، اذان و اقامت	29
23	اذان و اقامت کے احکام	30
24	نماز کے احکام اور طریقہ	31
25	اللہ کی توجہ اور قربت حاصل کرنا	32
26	پانچ وقت کی واجب نمازوں کی رکعتیں	37
27	مختلف مسائل	38
28	تسبیح جناب صدیقہؑ کبریٰ	38
29	نماز قصر کے احکام	39
30	نماز میں پڑھنے کی ضروری صورتوں کا ترجمہ اور سبب	40
31	سورہ فاتحہ اور ترجمہ	41

32	سورہ قدر اور ترجمہ	43
33	سورہ اخلاص اور ترجمہ	43
34	سورہ کوثر اور ترجمہ	44
35	سجدہ شکر کا طریقہ	45
36	مُحمدؐ وآلِ مُحمدؐ کے حالات اور مقاصد کی یاددہانی کرانے والی زیارتیں	45
37	زیارت سیّدالشُہداء علیہ السلام	46
38	زیارت اِمام رضا علیہ السَّلام	46
39	زیارتِ قائم آلِ محمدؐ امام العصر والزمان علیہ السلام	47
40	چندوضاحتی بیانات زیارتوں میں تین آئمہؑ کو ترجیح کیوں ہے؟	48
41	سورہ فاتحہ کو تسبیحات اربعہ پر ترجیح کیوں؟	54
42	علیؑ اور سورۂ فاتحہ کو مِلی جُلی ترجیح	55
43	وضو اور نماز میں عورتوں، مردوں کا فرق	55
44	معاہدہ نصرت برائے حضرت حجتؑ	57
45	ترجمہ معاہدہ	58
46	حسینؑ کی ماںؑ اور رسوؐل کی بیٹیؑ کے حضور اقرار کریں	61
47	افتتاحیہ حدیثِ کساء	63
48	حدیثِ کساء	67
49	ترجمہ حدیثِ کساء	71

50	اسنادِ حدیث کساء	74
51	خطبہ نکاح مع ترجمہ	74
52	صیغہائے نکاح	76
53	غسل میت	80
54	کفن میت	82
55	نمازِ جنازہ مع ترجمہ	82
56	تلقین مع ترجمہ	85